ماہنامہ انصاراللہ

دسمبر 2006ء
فتح 1385ہش

ایڈیٹر
نصیر احمد انجم

پردہ

"یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں۔ لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں۔ یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے۔ جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے ذرا اُن کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 104)

احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ایڈیٹر: نصیر احمد انجم

فتح 1385 ھش۔ دسمبر 2006ء

جلد نمبر.................................. 47

شمارہ نمبر.................................. 12

فون نمبر: 047-6212982 فیکس نمبر: 047-6214631

ای میل: ansarulah60@yahoo.com

نائبین: ریاض محمود باجوہ۔ محمود احمد اشرف۔ صفدر نذیر گولیکی

اس شمارہ میں

اداریہ صفحہ 2-3

القرآن: زمین و آسمان کا نور 4

حدیث نبویؐ: بلند شان والی ہستی 5

عربی منظوم کلام 6

فارسی منظوم کلام 7

اردو منظوم کلام 8

کلام الامام 9

جمعہ کی اہمیت و فرضیت 10 تا 12

تحریر: مکرم مبشر احمد صاحب خالد

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عرفہ (ترکی) میں آمد 13 تا 16

تحریر: مکرم مظفر احمد چوہدری صاحب

جلسہ سالانہ 1906ء قادیان کا مختصر تذکرہ 17

مرتبہ: مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

حضرت مسیح موعودؑ کے فارسی منظوم کلام پر تضمین 29-31

مکرم چوہدری محمد علی صاحب

مسیح کی آمد ثانی اور مورخین فرقے کی مشکلات 32 تا 34

مکرم سید ساجد احمد صاحب امریکہ

نتیجہ امتحان سہ ماہی سوم 35

مقابلہ مقالہ نویسی بعنوان خلافت

(قواعد و ذیلی عناوین) 37

رپورٹ سالانہ تربیتی اجتماع مجلس مقامی 39

رپورٹ مکرم صدیق احمد منور صاحب

پبلشر: عبد المنان کوثر

پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: انیس احمد

مقام اشاعت: دفتر انصار اللہ

دار الصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ: (پاکستان)

سالانہ.................. ایک سو روپیہ

قیمت فی پرچہ...... ۱۰ روپے

اداریہ

جلسہ سالانہ

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں جلسہ سالانہ ایک اہم باب کی حیثیت رکھتا ہے۔اس للٰہی جلسہ کی بنیاد ۱۸۹۱ء میں خود بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے رکھی۔آج ہم 2006ء کے اختتام پر ہیں بفضلہٖ تعالیٰ جلسہ سالانہ کی 115 سالہ تاریخ میں بہت سے ایسے گوشے ہیں جنہیں بیان کرنے اور تحریر کرنے سے ہم احمدیوں کے دل جذبہ ایمان سے لبریز ہو جاتے ہیں۔

سردست اس اداریہ میں ایک اہم اقتباس ہدیہ قارئین ہے۔یہ اقتباس حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ایک تقریر کا ہے جو آپ نے صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ کی حیثیت سے راولپنڈی کے سالانہ اجتماع میں شرکت فرمائی۔اس میں جماعت احمدیہ کے خاص مزاج اور جلسہ کی برکات پر خوب روشنی پڑتی ہے۔

آپ نے فرمایا:

میجر عبدالحمید صاحب ہمارے کھوٹہ کے رہنے والے ہیں جو آج کل نیویارک میں امام ہیں۔وقف زندگی ہیں۔انہوں نے مجھے بتایا کہ جب میں احمدی ہوا، وہاں کے ایک دوست درزی تھے، بڑے نیک دل۔دراصل میں ان کی نیکی کو دیکھ کر ہی احمدی ہوا تھا۔ان کی باتوں میں سچائی تھی۔ان میں پاکیزگی نظر آتی تھی۔کوئی بناوٹ نہیں تھی، کوئی تصنع نہیں تھا۔کپڑے سی رہے ہیں اور ساتھ ساتھ بڑی سادگی سے پیغام پہنچا رہے ہیں۔دلیلیں کام نہیں کرتی تھیں۔اُن کی باتوں میں جو نیکی کا اثر تھا، وہ دلوں پر اثر کرتا تھا۔کہتے ہیں، میں احمدی ہو گیا تو میں نے اپنے والد کے لئے فکر کی، بڑا زور مارا، بہت کوشش کی، بڑے بڑے علماء سے ملوایا مگر ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ایک دفعہ خوش قسمتی سے حضرت مولوی شیر علی صاحب تشریف لائے ہوئے تھے۔میں نے مولوی صاحب سے عرض کیا کہ میرے والد صاحب کو کوئی نصیحت فرمائیں۔یہ احمدی نہیں ہو رہے۔مجھے بڑی فکر ہے تو مولوی صاحب نے ان سے پوچھا کہ کبھی قادیان آئے ہیں۔انہوں نے کہا

نہیں۔مولوی صاحب نے فرمایا کہ پھر قادیان آنا۔اور بات ختم۔میجر صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے دل پر عجیب اثر ہوا کہ میں تو بڑے شوق سے مولوی صاحب کو لایا تھا۔مگر انہوں نے کوئی بات ہی نہیں کی۔ کبھی قادیان نہیں آئے تو قادیان آنا۔اور بات ختم۔جلسہ سالانہ کے دن آئے اور میں قادیان جانے کی تیاری کر رہا تھا تو میرے والد نے کہا مجھے بھی ساتھ لے جانا، میرا دل چاہتا ہے میں بھی جاؤں۔میں نے حیران ہو کر دیکھا۔میں نے کہا، میں نے تو بڑی کوششیں کی تھیں۔انہیں خیال کیسے آیا۔کہنے لگے، ایک دفعہ جو تم نے ایک آدمی ملایا تھا نا۔اس کے ایک فقرے میں اتنی طاقت تھی، اتنی قوت تھی کہ میں برداشت نہیں کر سکا۔اس وقت میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ میں ان کی یہ بات ضرور پوری کروں گا اور قادیان جاؤں گا۔جوبلی ۱۹۳۹ء کا جلسہ سالانہ ہو رہا تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تقریر فرما رہے تھے جب یہ پہنچے ہیں۔کہتے ہیں کہ آدھی تقریر ہی میں وہ اُٹھ کر کھڑے ہو گئے کہ میں بیعت کرنی چاہتا ہوں۔سمجھا بجھا کر ان کو بٹھایا۔بالآخر دوسرے روز کہنے لگے، اب مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔مجھے بیعت کرواؤ۔تو ایک چھوٹا سا فقرہ تھا جو ایک نیک دل، پاکباز انسان کے دل سے نکلا تھا۔خدا نے اس میں اتنی قوت بھر دی تھی۔اس لئے یہ علم کی چالاکیاں، یہ ہوشیاریاں، یہ مناظرے کے اینچ پیچ، یہ کوئی کام نہیں آتے۔حقیقت میں وہ دل کی صداقت ہے اور دعا ہے اور خدا کا فضل ہے جو کام آیا کرتا ہے۔اس لئے آپ دلوں میں خدا کی محبت بھر دیں گے تو پھر بظاہر جو جاہل آدمی ہے، اس کی بات میں بھی قوت پیدا ہو جائے گی۔وہ انقلاب جس کے لئے ہم تڑپ رہے ہیں، وہ آنا شروع ہو جائے گا آپ کی بستیوں میں، آپ کے ماحول میں، اردگرد کے دیہات میں۔کوئی کام مشکل نہیں رہے گا۔یہ وہ چیز ہے جس کو سکھانا چاہیے اور اس پر انصار کو بہت زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے دلوں کو اپنے سچے پیار اور محبت سے بھر دے اور یہ غیر اللہ کو مٹاتی چلی جائے اور باہر نکالتی چلی جائے یہاں تک کہ بالآخر موت سے پہلے ہم یہ کہنے کے قابل ہو جائیں کہ ؎

جو ہمارا تھا وہ اب دلبر کا سارا ہو گیا　　　آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا“

(تاریخ انصاراللہ جلد دوم صفحہ 372 تا 374)

القرآن

زمین و آسمان کا نور

اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ مَثَلُ نُوۡرِہٖ کَمِشۡکٰوۃٍ فِیۡہَا
مِصۡبَاحٌ ؕ اَلۡمِصۡبَاحُ فِیۡ زُجَاجَۃٍ ؕ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّہَا کَوۡکَبٌ دُرِّیٌّ
یُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیۡتُوۡنَۃٍ لَّا شَرۡقِیَّۃٍ وَّ لَا غَرۡبِیَّۃٍ ۙ یَّکَادُ
زَیۡتُہَا یُضِیۡٓءُ وَ لَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡہُ نَارٌ ؕ نُوۡرٌ عَلٰی نُوۡرٍ ؕ یَہۡدِی اللّٰہُ
لِنُوۡرِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَ اللّٰہُ بِکُلِّ
شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ۙ

(سورۃ النور :36)

ترجمہ: اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے جس میں ایک چراغ ہو اور وہ چراغ شیشے کے شمع دان میں ہو۔ وہ شیشہ ایسا ہو گویا ایک چمکتا ہوا روشن ستارہ ہے۔ وہ (چراغ) زیتون کے ایسے مبارک درخت سے روشن کیا گیا ہو جو نہ مشرقی ہو اور نہ مغربی۔ اس (درخت) کا تیل ایسا ہے کہ قریب ہے کہ وہ از خود بھڑک کر روشن ہو جائے خواہ اسے آگ کا شعلہ نہ بھی چھوا ہو۔ یہ نورٌ علیٰ نور ہے۔ اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کا دائمی علم رکھنے والا ہے۔

(اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حدیث نبوی ﷺ

بلند شان والی ہستی

عَنْ عبداللہ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ ۔ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ، سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ۔ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰہُ اَنَا الْجَبَّارُ، اَنَا الْمُتَکَبِّرُ ، اَنَا الْمَلِکُ، اَنَا الْمُتَعَالُ یُمَجِّدُ نَفْسَہٗ قَالَ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُرَدِّدُھَا، حَتّٰی رَجَفَ بِھَا الْمِنْبَرُ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیَخِرُّبِہٖ۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۸۸، پرانا ایڈیشن)

ترجمہ:۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے یہ آیت پڑھی۔ ’’آسمان لپٹے ہوئے ہیں اس کے داہنے ہاتھ میں وہ پاک ہے اور بہت بلند ان شریکوں سے جو لوگ اس کے مقابل میں ٹھہراتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’میں بڑی طاقتوں والا اور نقصان کی تلافی کرنے والا ہوں ۔میرے لئے ہی بڑائی ہے۔ میں بادشاہ ہوں میں بلند شان والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنی ذات کی مجد اور بزرگی بیان کرتا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کو بار بار بڑے جوش سے دُہرا رہے تھے۔یہاں تک کہ منبر لرزنے لگا اور ہمیں خیال ہوا کہ کہیں آپ منبر سے گر ہی نہ جائیں۔

عربی منظوم کلام

اَرىٰ اَنَّهٗ دُرٌّ وَّ مِسْكٌ وَ عَنْبَرُ

وَجَاءَ بِقُرْاٰنٍ مَّجِيْدٍ مُّكَمَّلٍ
مُنِيْرٍ فَنَوَّرَ عَالَمًا وَّيُنَوِّرُ

اور وہ مکمل قرآن مجید لے کر آیا جو روشنی بخشنے والا ہے۔ سو اس نے ایک دنیا کو منوّر کر دیا اور آئندہ بھی منوّر کرتا رہے گا

كِتَابٌ كَرِيْمٌ حَازَ كُلَّ فَضِيْلَةٍ
وَيَسْقِيْ كُؤُسَ مَعَارِفٍ وَّيُوَفِّرُ

وہ ایک عزّت والی کتاب ہے جو تمام فضیلتوں کی جامع ہے معارف کے جام پلاتی ہے اور وافر پلاتی ہے۔

وَفِيْهِ رَأَيْنَا بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى
وَفِيْهِ وَجَدْنَا مَا يَقِيْ وَيُبَصِّرُ

اور اسی میں ہم نے ہدایت کے کھلے کھلے نشان پائے ہیں اور اسی میں ہم نے وہ بات پائی ہے جو بچاتی ہے اور بصیرت بخشتی ہے

طَرِيٌّ طَلَاوَتُهٗ وَلَمْ تَعْفُ نُقْطَةٌ
لِمَا صَانَهُ اللّٰهُ الْقَدِيْرُ الْمُوَقَّرُ

اس کی تر و تازگی ہمیشہ ہی شاداب ہے اور اس کا ایک نقطہ بھی نہ مٹ سکا کیونکہ عزّت بخش اور قدیر خدا نے اس کی حفاظت فرمائی ہے

فَيَا عَجَبًا مِّنْ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ
اَرىٰ نُوْرَهٗ يَجْرِيْ دُرٌّ وَّ مِسْكٌ وَّ عَنْبَرُ

پس اس کا حسن اور جمال کیا ہی عجیب ہے۔ میں تو اس کو موتی۔ کستوری اور عنبر ہی پاتا ہوں

اِذَا مَا تَلَا مِنْ اٰيَةٍ طَالِبُ الْهُدٰى
يَرىٰ نُوْرَهٗ يَجْرِيْ كَعَيْنٍ وَّ يَمْطُرُ

جب ہدایت کا طالب اس کی کوئی آیت پڑھتا ہے تو اس کے نور کو چشمے کی طرح بہتا ہوا پاتا ہے اور برستا ہوا بھی

(القصائد الاحمدیہ مترجم صفحہ 60-63)

فارسی منظوم کلام

ایں جہاں آئینہ دارِ روئے او

حمد و شکرِ آں خدائے کردگار
کز وجودش ہر وجودے آشکار

اس خدائے کردگار کی حمد اور شکر واجب ہے جس کے وجود سے ہر چیز کا وجود ظاہر ہوا

ایں جہاں آئینہ دارِ روئے او
ذرّہ ذرّہ رہ نماید سوئے او

یہ جہان اس کے چہرے کے لئے آئینہ کی طرح ہے ذرہ ذرہ اُسی کی طرف راستہ دکھاتا ہے۔

نورِ مہر و مہ ز فیضِ نورِ اوست
ہر ظہورے تابعِ منشورِ اوست

چاند اور سورج کی روشنی اُسی کے نور کا فیضان ہے ہر چیز کا ظہور اُسی کے شاہی فرمان کے ماتحت ہوتا ہے

مطلبِ ہر دل جمالِ روئے اوست
گمرہی گر ہست بہرِ کوئے اوست

اُسی کے منہ کا جمال ہر ایک دل کا مقصود ہے اور کوئی گمراہ بھی ہے تو وہ بھی اُسی کے کوچہ کی تلاش میں ہے

ایں کتابے پیشِ چشمِ ما نہاد
تا از و راہِ ہدیٰ داریم یاد

نیچر کی کتاب اُس نے ہماری آنکھوں کے سامنے رکھ دی تاکہ اُس کی وجہ سے ہم ہدایت کا راستہ یاد رکھیں

(ضیاء الحق روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۲۵۱)

اردو منظوم کلام

حمدِ ربّ العٰلمین

کس قدر ظاہر ہے نُور اُس مبدءُ الأنوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ اَبصار کا

اُس بہارِ حُسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے تُرک یا تاتار کا

ہے عجب جلوہ تیری قُدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشہ ہے تری چمکار کا

کیا عجب تونے ہر اک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

تیری قُدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کِس سے کُھل سکتا ہے پیچ اِس عُقدۂ دشوار کا

چشمِ مستِ ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

(درثمین اردو صفحہ ۱۰ اشاعت کردہ رقیم پریس لندن)

کلام الامام

ترقی مدارج کیلئے آزمائش ضروری ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''روحانی فائدہ بھی انہیں کو پہنچتا ہے جو آپ کوشش کرتے ہیں دیکھو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اعلیٰ اور افضل تھے مگر انہوں نے بھی دین کی خاطر کیسے کیسے مصائب اُٹھائے۔دین بھی تو مرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔خدا تعالیٰ چاہتا تو ایسا نہ کرتا مگر اس نے دُنیا کے لئے بھی یہی قانون رکھا ہے کہ محنت سے سب کچھ ہوتا ہے۔اگر خدا تعالیٰ کا فضل بھی ہو اور محنت بھی ہو تو انسان منزلِ مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔دُنیا کے کاموں کے لئے انسان کیسے کیسے دُکھ اُٹھاتا اور کیسی کیسی تکلیفیں برداشت کرتا ہے اور تب جا کر کچھ حاصل ہوتا ہے تو کیا دین کے لئے کچھ بھی محنت اور سعی نہیں کرنی چاہئیے؟ اگر تھوڑا سا مقدمہ آ جاوے تو پھر انسان اس کے واسطے کہاں کہاں سے سفارشیں لاتا ہے اور کس قدر خرچ کرتا ہے اور کتنی کوشش کرتا ہے اور اگر باوجود اتنی کوشش کے وہ مقدمہ خارج ہو جاتا ہے تو پھر اپیل کراتا ہے بلکہ اگر وہ بھی خارج ہو جاتی ہے تو پھر کیسی کیسی مصیبتیں برداشت کر کے اپیل در اپیل کرتا اور کیا کیا کر گزرتا ہے تو کیا دین کو ہی ایسا سمجھنا چاہئیے کہ وہ محض پھونک مارنے اور کسی وِرد وظیفہ کے کرنے سے حاصل ہو جائے گا اور یُونہی آرام طلبی سے گذارنے پر اس میں کامیابی حاصل ہو جائے گی؟ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے.......... (العنکبوت:۳) ''کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ صرف زبانی قیل وقال پر ہی ان کو چھوڑ دیا جائے گا اور صرف اتنا کہنے سے ہی کہ ہم ایمان لے آئے دین دار سمجھے جائیں گے اور ان کا امتحان نہ ہوگا''؟ بلکہ امتحان اور آزمائش کا ہونا نہایت ضروری ہے۔سب انبیاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ترقی مدارج کے لئے آزمائش ضروری ہے اور جب تک کوئی شخص آزمائش اور امتحان کی منازل طے نہیں کرتا۔دیندار نہیں بن سکتا۔'' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۲۹۔۳۳۰ جدید ایڈیشن)

جمعہ کی اہمیت و فرضیّت

مکرم مبشر احمد خالد صاحب

جمعہ کے دن کی اہمیت وفضیلت اور نماز جمعہ کی فرضیت کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے بارہ میں خاص طور پر ایک سورت قرآن شریف میں نازل ہوئی ہے۔ جس کا نام ''سورہ الجمعہ'' ہے۔ جس میں مذکور ہے کہ نماز جمعہ کے وقت تمام کاروبارِ زندگی بند کر کے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادت میں مصروف ہوجائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جمعہ کا دن مومنوں کے لئے عید کے دن کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اجتماعی عبادت کے علاوہ اس بابرکت اجتماع کے ذریعہ حلقہ تعارف وسیع ہوتا ہے۔ باہمی مقاصد کے متعلق سوچنے اور باہمی تعاون کے مواقع میسّر آتے ہیں۔ قومی اور جماعتی ضروریات کا پتہ چلتا ہے۔ وعظ و نصیحت سُن کر رضائے الٰہی کی راہوں پر چلنے کی توفیق ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ درج ذیل احادیث پاک میں بھی جمعہ کی فضیلت و اہمیت بیان کی گئی ہے۔

بہترین دن: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دنوں میں سے بہترین دن جس میں سورج چڑھتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے۔ اِسی دن آدم پیدا کئے گئے اِسی دن جنّت میں لے جائے گئے۔ اور اسی دن جنّت سے نکالے گئے (مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل یوم الجمعۃ)

حضرت اوس بن اوسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

''دنوں میں سے بہترین دن جمعہ کا دن ہے اس دن مجھ پر بہت زیادہ دُرود بھیجا کرو۔ کیونکہ اس دن تمہارا یہ درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب تفریع ابواب الجمعہ)

قبولیت دُعا کی گھڑی: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کا ذکر کیا اور فرمایا اس میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ جب مومن کو ایسی گھڑی ملے اور وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو تو جو دُعا مانگے وہ قبول کی جاتی ہے آپ نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ یہ گھڑی بہت ہی مختصر ہوتی ہے۔ (مسلم کتاب الجمعۃ باب فی الساعۃ التی فی یوم الجمعہ)

عید کا دن: حضرت عامر بن لدین اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جمعہ کا دن تمہارے لئے عید کا دن ہے۔ اس لئے صرف اس عید کو مخصوص کر کے روزہ نہ رکھا کرو سوائے اس کے کہ جمعہ کے ساتھ اس کا پہلا یا بعد کا دن ملالو (یعنی جمعرات اور جمعہ یا جمعہ ہفتہ دو دن ملا کر روزہ رکھو۔)

(الترغیب والترھیب باب ما جاء فی النھی ان تخصیص الجمعہ بالصوم)

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جمعہ (کے خطبہ) میں فرمایا۔ اے مسلمانو!

اس دن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے عید بنایا ہے۔ اس روز نہایا کرو اور مسواک ضرور کیا کرو۔ یعنی اس روز نہا دھو کر صاف ستھرے ہو کر اچھے کپڑے پہن کر عید کی سی خوشی مناؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ایک جگہ جمع ہو۔

(المعجم الصغیر للطبرانی باب الحاء من اسمہ الحسن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

حضرت عمرؓ سے کسی یہودی نے کہا کہ اس آیت (الیوم اکملت لکم دینکم ...... الخ ناقل) کے نزول کے دن عید کر لیتے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ جمعہ عید ہی ہے مگر بہت سے لوگ اس عید سے بے خبر ہیں۔ دوسری عیدوں کو کپڑے بدلتے ہیں۔ لیکن اس عید کی پرواہ نہیں کرتے اور میلے کچیلے کپڑوں کے ساتھ آتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ عید دوسری عیدوں سے افضل ہے۔ اسی عید کے لئے سُورۃ جمعہ ہے اور اسی کے لئے قصر نماز ہے۔ اور جمعہ وہ ہے جس میں عصر کے وقت آدم پیدا ہوئے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 673 جدید ایڈیشن)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو اس دن نماز جمعہ، نماز جنازہ، خطبہ نکاح اور کسی بیمار کی عیادت کی توفیق نصیب ہو تو اُسے جنت کی خوشخبری ہو۔

جمعہ کے وقت اوّل وقت میں بیت الذکر آنے کا ثواب: نماز جمعہ کے لئے اوّل وقت میں بیت الذکر آنا چاہیے۔ جو اوّل وقت میں نماز جمعہ کے لئے بیت الذکر آتا ہے اُسے گویا ایک اُونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے۔ جو دوسرے وقت میں آتا ہے اُسے گائے کی قربانی کا ثواب ملتا ہے۔ جو تیسرے وقت میں آتا ہے اُسے دُنبے کی قربانی کا اور جو چوتھے وقت میں آئے اُسے مرغی کا اور جو پانچویں وقت میں آتا ہے۔ اُسے انڈے کی قربانی کا ثواب ملتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ باب ما جاء فی التھجیر الی الجمعہ)

بلاوجہ نماز جمعہ چھوڑنا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جمعہ کی پرواہ نہیں کرتا اُس کے دل کا چوتھا حصہ سیاہ ہو جاتا ہے اور دو کے ترک سے نصف اور چار کے ترک سے سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور گویا اس طرح عبادت کی لذت ہی باقی نہیں رہتی۔ پھر فرمایا جو شخص تین جمعہ کی نماز بلاوجہ چھوڑے اللہ تعالیٰ اُس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ فی من ترك الجمعة من غیر عذر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے متعلق جو جمعہ کے روز گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں فرمایا کہ میرا دل کرتا ہے کہ میں کسی آدمی کو حکم دُوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں۔ جو نماز ادا کرنے کی بجائے اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں۔ (الترغیب والترھیب من الحدیث الشریف جلد ۲ صفحہ ۲۸ کتاب الجمعہ من ترک الجمعہ بغیر عذر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جمعہ کے بارہ میں خاص ایک سُورۃ قرآن میں موجود ہے۔ جس کا نام "سورۃ الجمعہ" ہے اور اس میں حکم ہے کہ جب جمعہ کی بانگ دی جائے تو تم دُنیا کا ہر ایک کام بند کر دو۔ اور......... میں جمع ہو جاؤ۔ اور نماز جمعہ اس کی تمام شرائط کے ساتھ ادا کرو۔ اور جو شخص ایسا نہ کرے گا وہ سخت گنا ہگار ہے۔ اور قریب ہے کہ......... سے خارج ہو جائے۔ اور جس قدر جمعہ کی نماز اور خطبہ سُننے کی قرآنِ شریف میں تاکید ہے اس قدر نماز کی بھی نہیں" (الحکم ۲۴ رجنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۵)

جمعہ کے روز نہانا واجب ہے: حضرت ابُو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن نہانا ہر بالغ...... کے لئے واجب ہے۔

(مسلم کتاب الجمعہ باب وجوب غسل الجمعۃ علیٰ کلِ بالغٍ)

حضرت فاکہؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن، عرفہ کے دن یعنی نویں ذالحجہ کو عید اضحیٰ اور عید الفطر کے دن ضرور نہاتے۔

نماز جمعہ کی فرضیّت: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ ہر اُس گاؤں میں واجب ہے جہاں نماز پڑھانے والا امام ہو خواہ مقتدی چار ہوں یا تین۔

(طبرانی وابن عدی بحوالہ نیل الاوطار جلد ۳ صفحہ ۲۳۱ باب انعقاد الجمعہ باربع وانامتھا فی القریٰ)

حضرت جابرؓ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر اسی مقام، اسی مہینہ اور اسی سال قیامت کے دن تک جمعہ فرض قرار دیا ہے۔ یعنی جمعہ ہر اُس شخص پر فرض ہے۔ جو نماز جمعہ کے مقام تک پہنچنے کی توفیق واستطاعت رکھتا ہے۔ (کشف الغمہ باب صلوٰۃ الجمعہ صفحہ ۲۴۹/۱)

نماز جمعہ کے لئے زینت اختیار کرنے کی فضیلت: حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیسا ہی اچھا ہو کہ تم جمعہ کے لئے عام استعمال کے علاوہ دو کپڑے بنوا لو۔ (یعنی جمعہ کے لئے صاف ستھرا اور خصوصی لباس تیار کرلو۔)

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن اچھی طرح غسل کرے اور اپنا بدن پاک صاف کرے اور عمدہ کپڑے پہنے اور جو اللہ تعالیٰ نے اس کے گھر والوں کو خوشبو عنایت کی ہے اُس کو لگاوے پھر جمعہ کے لئے آوے اور لغو کام یا بات نہ کرے نہ دو آدمیوں کو جو مل کر بیٹھے ہوں جدا کرے (یعنی اُن کے درمیان میں سے نہ گزرے) تو اس کے گناہ بخش دیئے جاویں گے۔ جو اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک ہوں۔

(سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی الزینۃ یوم الجمعۃ)

(باقی صفحہ 28 پر)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عُرفہ (ترکی) میں آمد

۱۶۷۱عیسوی میں ایک سیاح کا بیان

(مکرم مظفر احمد چوہدری صاحب)

آجکل تُرکی کی سیاحتی ویب سائٹس پر عرفہ (اڈیسہ) شہر کے حوالے سے اس بات کا کافی چرچا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس شہر میں تشریف لائے۔ مشہور ترک سیاح اولیا چلبی کے جس سفرنامے کا ذکر ویب سائٹس پر ہے وہ ''خلافت لائبریری'' ربوہ میں موجود ہے۔ اس کتاب سے جو قدیم ترکی زبان میں ہے یہ حوالہ پیش خدمت ہے۔

مشہور اولیا چلبی لکھتے ہیں:

''حضرت عیسیٰ بورالرقیصرک زیر ادارہ سندہ ایکن سیاحتہ کلوب بردیرہ آتمش آنک ایچون بورایہ ''دیر مسیح'' دیرلر، حالا معروفدر۔ حواریون بورادہ انجیل غایت حزین برسس ایلہ تلاوت آتمشلر در۔ اونک ایچون او مقامہ ''رھاوی'' دیمشلر در۔ نہایت امویلرون معاویہ شامدہ ایکن عسکرکوندروب بورایی روملرون آلرق ممالک اسلامیہ یہ ضمیمہ ایتمشدر۔''

(ص ۱۳۹ اولیا چلبی سیاحتنامہ سی ازاولیا چلبی محمد ظلی ابن درویش اوتچنی جلد طابعی احمد جودت۔ درسعادتدہ ''اقدام'' مطبعہ سی ۱۳۱۴ھ)

مزید لکھتے ہیں:

''بقول تاریخیو ان حضرت داوود قدس شریفدہ پ مسجد اقصایی بنا ایتمزدن مقدم معبد خانہ اورفدہ ایمش۔ حالا اکثر مسیحیون قدسی زیارت ایتکدن صوکرہ اورفہ یی دہ زیارت ایدلر۔ اصل حضرت مسیح بیت اللحم نام محلدہ تولد ایتدیکیچون اعتبار آکا ایسہ دہ ینہ جمیع نصاریٰ اورفہ یہ اعتبار ایدوب تا ویب فرنکستان نذرلر کوندررر۔ (ص ۱۵۸، ۱۵۹ حوالہ بالا)

اہلِ علم افراد جو قدیم ترکی جانتے ہوں اس حوالے کا بہتر اردو ترجمہ کر سکتے ہیں۔ بہر حال ویب سائٹس پر جو انگریزی تراجم موجود ہیں وہ پیش خدمت ہیں۔

A small church was built at the very bottom of this gorge and dedicated to the Virgin Mary, as she had reputedly given birth to Jesus in a cave.

http://www.guidetoturkey.com/aboutturkey/history/byzantium/santaclaus.

ترجمہ: ''ایک چھوٹا سا گرجا اس گھاٹی کی تہہ میں بنایا گیا ہے اور اسے کنواری مریم سے منسوب کیا گیا ہے۔ کیونکہ کہا

جاتا ہے کہ آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کو (یہاں) ایک غار میں جنم دیا۔"

Evliya has also picked up a legend of Jesus' visit to al- Ruha and his stay in a local monastery.

http://www.encislam.brill.nl/data/EncIslam/C6/COM-0936.html

ترجمہ: "اولیاء نے عیسیٰ علیہ السلام کے الرہا آنے اور ایک مقامی خانقاہ میں قیام کا قصہ بھی سُنا۔"

"According to folk tales, the people of Urfa also had invited The prophet Jesus to the city. Jesus, gave a handkerchief to the messengers and refused the invitation. After Jesus was crucified, one of his apostles took his corpse to Urfa secretly, and buried him there, where it is nowadays called "Deyr –i Mesih". Later, a church was built on his grave. Evliya Çelebi wrote: "In those times the apostles were reading the Bible in such a touching mode, therefore it was called as Rehavi. The name Urfa has derided from Rehavi."

http://www.kultur.gov.tr/portal/tarih_en.asp?belgeno=6510

ترجمہ:

"عوامی روایات کے مطابق عرفہ کے لوگوں نے نبی عیسیٰ علیہ السلام کو اس شہر میں مدعو بھی کیا تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے قاصدوں کو ایک رومال دیا تھا۔ اور اس پیشکش کو رد کر دیا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے کے بعد آپ کے ایک حواری نے خفیہ طور پر آپ کی نعش کو عرفہ منتقل کر دیا۔ اور اس مقام پر دفن کر دیا جو کہ اب دیرِ مسیح کہلاتی ہے۔ بعد ازاں ان کی قبر پر ایک کلیسیا تعمیر کر دیا گیا۔ اولیا چلبی لکھتے ہیں کہ حواری ان ایام میں اتنے دلکش انداز میں بائیبل کی تلاوت کرتے تھے کہ اس مقام کا نام "رہاوی" پڑ گیا۔ عرفہ نام لفظ رہاوی سے نکلا ہے۔

SANLIURFA

DEYR-I MESIH (Church of Jesus-Center)

This church is located in the Tilfindir Quarter. The church is one of the first churches constructed in the history of Christianity and was constructed by Süryani folk in A.D. 38. Famous Turkish wanderer Evliya Çelebi had written that Prophet Jesus had come to Urfa and visited this church and therefore the place is called as Deyr-i Mesih (Church of Jesus).

http://www.turkiyeninrehberi.com/eng/t_turizm/inanc_sanliurfa_deyri.asp

ترجمہ:

سانلی عرفہ

دیرِ مسیح (عیسیٰ علیہ السلام کا گرجا)

"یہ گرجا Tilfindir Quarter میں واقع ہے۔ یہ تاریخ عیسائیت میں سب سے پرانے تعمیر کیے

گئے گرجوں میں سے ایک ہے۔ اور اسے سریانی لوگوں نے ۳۸ عیسوی میں تعمیر کیا تھا۔ مشہور ترک سیاح اولیا چلبی نے لکھا ہے کہ نبی عیسیٰ علیہ السلام عُرفہ آئے اور اس گرجے میں بھی آئے۔ اور اسی لئے یہ جگہ دیر مسیح یعنی کلیسیائے مسیح کہلائی۔"

تبصرہ: مندرجہ بالا روایات تین طرح کی ہیں:

۱۔ یہ کہ آپ کی پیدائش عرفہ میں ہوئی۔

۲۔ یہ کہ آپ کو وفات کے بعد اس مقام پر دفن کیا گیا۔

۳۔ یہ کہ آپ سیاحت کے دوران یہاں تشریف لائے۔

یہ دراصل ایک ہی روایت میں بگاڑ کی نشاندہی کرتا ہے، اصل اور قدیم روایت یہ تھی کہ آپ سیاحت کے دوران اس علاقے میں تشریف لائے۔ بعد ازاں جب الوہیتِ مسیح کا عقیدہ پروان چڑھا تو اصل روایت کی شکل مسخ کر دی گئی۔ اور پیدائش اور تدفین کی روایات مشہور کر دی گئیں جو کہ ٹھوس تاریخی روایات کی بناء پر بالبداہت غلط اور ناقابلِ قبول ہیں۔

"مسیح ہندوستان میں" صفحہ ۶۸ پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے حاشیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"یوسی۔بی۔ایس ایک عیسائی تاریخ یونانی جس کو بین مر ایک شخص لندن کے رہنے والے نے ۱۶۵۰ء میں انگریزی زبان میں ترجمہ کیا اس کے پہلے باب چودھویں فصل میں ایک خط ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بادشاہ ابگیرس نام نے دریائے فرات کے پار سے حضرت عیسیٰ کو اپنے پاس بلایا تھا۔ ابگیرس کا حضرت عیسیٰ کی طرف خط اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جواب بہت جھوٹ اور مبالغہ سے بھرا ہوا ہے۔ مگر اس قدر سچی بات معلوم ہوتی ہے کہ اس بادشاہ نے یہودیوں کا ظلم سُنکر حضرت عیسیٰ کو اپنے پاس پناہ دینے کے لئے بلایا تھا۔ اور بادشاہ کو خیال تھا کہ یہ سچا نبی ہے۔ منہ"

یہی بادشاہ ہے جس کے بارے میں اوپر ایک روایت آئی ہے کہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی تھی۔ اسی بادشاہ کی عملداری میں دو شہر نصیبین نامی ایک عُرفہ کے پاس اور دوسرا عراق کی سرحد پر واقع تھے۔ یہ بادشاہ ابگر عُقامہ کہلاتا تھا، یعنی ابگر اسود یا سیاہ۔ ایرانی مورخ اخوند میر نے روضۃ الصفاء اور غوری مؤرخ منہاج السراج نے طبقاتِ ناصری میں لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نصیبین آئے۔ منہاج لکھتا ہے:

"......پیغمبری میں ان کی عمر تینتیس برس ہوئی۔ اور مزید تیرہ برس یہ سلسلہ جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بادشاہ نصیبین کے پاس بھیج دیا۔ جس کا نام داؤ تھا۔ وہ بت پرست تھا۔ اس کے زمانے میں طب کا گھر گھر رواج تھا۔ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو معجزے دیئے وہ طب ہی کی جنس سے سراسر غیر عادی تھے........ یہودیوں نے حضرت کو بھی قتل کر دینے کا ارادہ کیا۔ حضرت عیسیٰ وہاں سے ٹل کر کسی دوسرے مقام پر چلے گئے۔"

(منہاج السراج۔ طبقاتِ ناصری۔ ص ۱۹۴ اردو ترجمہ از غلام رسول مہر)

ابگر جس نے حضرت مسیح علیہ السلام کودعوت دی تھی عرفہ کا رہنے والا تھا۔عرفہ میں اس کا خاندانی مقبرہ دریافت ہو چکا ہے۔اگر عرفہ کی عوامی روایات، ابگر کے خط کے مندرجات اور اس میں واضح تحریف کے محرکات کا موجود ہونا، اور ایرانی و خراسانی اور عرب مورخین کے بیانات کو یکجائی صورت میں دیکھا جائے تو سوائے اس کے اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ آپ ان علاقوں میں تشریف لائے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”.......ہم اپنے دوستوں کو نصیبین کی طرف بھیجتے ہیں جس کے متعلق ہمیں پتہ ملا ہے کہ وہاں کے حاکم نے حضرت مسیح کو جبکہ وہ اپنی ناشکر گزار قوم کے ہاتھ سے تکلیفیں اٹھا رہے تھے۔لکھا تھا کہ آپ میرے پاس چلے آیئے اور واقعہ صلیب کے بعد اس مقام پر پہنچ کر انہوں نے بدقسمت قوم کے ہاتھ سے نجات پائی۔“

(ملفوظات جلد اول ص ۲۲۳)

نیوزی لینڈ انٹرنیشنل پی ایچ ڈی (Ph.D) ریسرچ سکالرشپ

نیوزی لینڈ کی حکومت نے انجینئرنگ، کامرس، ایگریکلچرل سائنس، جغرافیہ، ماحولیاتی سائنس، آرٹس، Anthropology، جیوسائنسز، Linguistics وغیرہ میں نیوزی لینڈ کی مختلف یونیورسٹیز میں پی ایچ ڈی (Ph. D) پروگرام کے لئے سکالرشپس آفر کئے ہیں۔

یہ سکالرشپ تمام تعلیمی اخراجات کو Cover کرے گا۔اس سلسلہ میں تمام معلومات مندرجہ ذیل ویب سائٹ سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

www.newzealandeducated.com/scholarships

یہ ایک بہت پُرکشش سکالرشپ ہے اور کثرت سے طلباء وطالبات کو اس سکالرشپ کے لئے Apply کرنا چاہئیے نیز جو اس کو حاصل کرلیں وہ نظارت کو اپنے کوائف کے ساتھ مطلع کریں۔

(نظارت تعلیم۔صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

جلسہ سالانہ 1906ء قادیان

اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خطابات کا مختصر تذکرہ

(مرتب: مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب)

دسمبر کا آخری ہفتہ ہندوستان میں جلسوں اور کانفرنسوں کا مہینہ کہلاتا ہے۔ اسی مہینہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا بھی ایک عظیم الشان جلسہ دارالامان قادیان میں ہوتا ہے۔ اس جلسہ کی غرض و غایت دنیا کے دوسرے جلسوں کے مقابلہ میں بالکل نرالی اور نئی ہوتی ہے۔ اس کا ایک ہی لاتبدیل اور لاتحویل مقصد ہے جو دوسرے جلسوں میں قطعاً مقصود نہیں ہوتا وہ کیا ہے؟ عبودیت اور الوہیت میں سچا تعلق پیدا کرنا یہ خلاصہ ہے اس جلسہ کی غایت کا۔ اس جلسہ کی غرض و غایت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں یہ ہے کہ:

> ”تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی بُرہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئے اور دعا کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئیے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پروا نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں۔ لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ 27 دسمبر سے 29 دسمبر تک قرار پائے یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر 1891ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں 27 دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز اُن دوستوں کے لئے

خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی اُن میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد وتعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور اُن کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اُٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزّت جلشانہ کوشش کی جائے گی اور اس رُوحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۰۲-۳۰۳)

جلسہ سالانہ کی اہمیت اس سے بھی ظاہر ہے کہ واردین وصادرین کا یہ سلسلہ اشاعت دین کی ان پانچ شاخوں میں سے **تیسری شاخ** ہے جن کا ذکر خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ فتح ...... میں کیا ہے۔

پندرھواں جلسہ سالانہ 1906ء: ایڈیٹر صاحب الحکم جلسہ سالانہ 1906ء کے متعلق رقمطراز ہیں۔

اس جلسہ کی بنیاد 27 دسمبر 1891ء کو پڑی جس کے لحاظ سے یہ پندرھواں سالانہ جلسہ کہلا سکتا ہے۔ پندرہ سال کے اندر اس درخت نے کس قدر ترقی کی اور اس کے باروبر نے دنیا میں کیا انقلاب پیدا کیا یہ معمولی اور مختصر بات نہیں بلکہ ایک طویل واقعہ ہے جس کو مَیں اس سلسلہ کی تاریخ لکھنے والے کے لئے چھوڑ دیتا ہوں۔ بجائے خود ہر شخص غور کر سکتا ہے کہ وہ بیج جو صرف اسّی سے بھی کم آدمیوں کی موجودگی میں لگایا گیا تھا پندرہ سال کے اندر اس قدر نشوونما پا چکا ہے کہ اسّی سے زیادہ آدمی اس کے سائے میں بیٹھنے والوں کی خدمت کے لئے ملتفی نہیں ہیں اور جس جلسہ کے مہمان ایک معمولی کمرے میں سما سکتے تھے وہ اب پندرہ بڑے بڑے کمروں میں بھی گنجائش نہیں پا سکتے۔ اس پر نظر کر کے ''قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا'' کہنا پڑتا ہے۔

بہر حال پندرھواں سالانہ جلسہ 23 دسمبر 1906ء سے شروع ہوا۔ اس تاریخ سے اس کا آغاز اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ اسی تاریخ سے مہمانوں کی آمد شروع ہوگئی۔ مہمانوں کے اُترنے کے لئے نئے اور پرانے مہمان خانوں کے علاوہ مدرسہ تعلیم ...... کی عمارت اور باغ کا ایک وسیع ہال تجویز کر لیا گیا تھا۔ باغ کا ہال صرف ضلع سیالکوٹ کی جماعت کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ خاص سیالکوٹ کی جماعت تو مدرسہ ہی کے کمروں میں اُتاری گئی مگر ضلع کی جماعت اس لحاظ سے کہ اس میں مہمانوں کی تعداد سب جماعتوں سے بہت بڑھ کر تھی وہاں ٹھہرائی گئی اور چوہدری مولا بخش صاحب جو اپنے ضلع کی جماعت کے سیکرٹری ہیں انہوں نے بھی وہاں ہی قیام کرنا پسند فرمایا۔

جلسہ کے متعلق عام انتظام قادیان کی مقامی انجمن احمدیہ نے صدر انجمن احمدیہ کے سیکرٹری صاحب کے مشورہ پر سال گذشتہ کی طرح اپنے ذمہ لیا اور یہ خدا کے فضل کی بات ہے کہ انجمن احمدیہ قادیان اس انتظام کو نباہ سکی اور خدا کے فضل پر

اُمید کی جاتی ہے آئندہ اس میں اور بھی ترقی ہو سکے گی۔

23 اور 24 دسمبر 1906ء کو کوئی خاص کارروائی نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ یہ دن مہمانوں کی آمد اور نزول میں گذرے۔ 24 دسمبر تک سیالکوٹ، جہلم، ڈیرہ غازیخان، امرتسر، پشاور، لاہور، شاہ پور، گجرات، ایبٹ آباد، ضلع جالندھر کی جماعتیں دارالامان میں پہنچیں۔ جس سے اس امر کا اندازہ ہوتا ہے کہ کس قدر کشش قلوب میں پیدا ہو چکی ہے ورنہ وہ ایام جو رخصت کے دنیا کے ہزاروں دھندوں کے لئے بمشکل میسّر آتے ہیں اس طرح پر اُن سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہ ہوتی کہ ایک منٹ بھی قادیان کے خیال سے باہر نہ گذارا جاتا۔

جس وقت کسی کو فرصت اور رخصت ملی اُسی وقت دارالامان کا راستہ لیا۔ خدا کے برگزیدہ بندوں میں یہ جذب اور کشش ان کی سچائی کا ایک بیّن ثبوت ہوا کرتا ہے۔ اس جذب کی بناء پر خدا کا برگزیدہ موعود پکار کر کہتا ہے۔

؎ وہ خدا میرا جو ہے جوہر شناس
اک جہاں کو لا رہا ہے میرے پاس

ایسا ہی مردان، علی گڑھ، لودہانہ، لالہ موسیٰ، آگرہ، کشمیر، ضلع ہوشیارپور، لائل پور اور بہت سے مقامات سے کثرت کے ساتھ لوگ آئے اور کل تعداد مہمانوں کی کسی صورت میں ڈیڑھ ہزار سے کم نہ تھی۔

مہمانوں کی خدمت اور ان کی ضروریات کے بہم پہنچانے کے متعلق انجمن احمدیہ قادیان نے جس قدر انتظام کیا تھا وہ مَیں اوپر کہہ آیا ہوں کہ ہر طرح سے قابل اطمینان ثابت ہوا۔ جلسہ کے لئے تام چینی کے برتنوں کا انتظام کیا گیا تھا مگر وہ وقت پر نہ پہنچ سکے اس وقت کہ مَیں یہ مضمون لکھ رہا ہوں وہ برتن قادیان میں پہنچ چکے ہیں۔ احباب کی سہولت کے لئے بعض ضروری ہدایات پہلے سے میں نے چھاپ کر چسپاں کر دی تھیں اور ضرورت کے موافق بعض ضروری امور کے پروگرام بھی شائع ہوتے رہے۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام علی العموم ہر روز سیر کو نکلتے رہے۔

انجمن تشحیذ الاذہان کا جلسہ: ''جیسا کہ قبل از وقت اعلان کیا جا چکا تھا 25 دسمبر کو قبل دوپہر کی بجائے بعد دوپہر انجمن تشحیذ الاذہان کا جلسہ شروع ہوا۔ یہ جلسہ مہمان خانہ جدید کے سامنے والے میدان میں ہوا جہاں مہمانوں کے لئے کھانا کھلانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ بیچ میں دریوں کا فرش تھا اور گرداگرد بینچ رکھے گئے تھے اور ایک طرف کرسیاں تھیں۔ حضرت حکیم الامۃ (مراد حضرت مولانا نورالدین صاحب بھیروی) اس جلسہ کے صدر مجلس تھے۔ جلسہ کا افتتاح قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا جو حضرت حافظ روشن علی صاحب نے کی۔ زاں بعد جناب صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب نے مختصر تقریر میں انجمن کے اغراض اور وہ کیونکر پورے ہو سکتے ہیں کے مضمون پر ضرورت وقت کے مناسب تقریر کی۔......

ان کے بعد سیکرٹری صاحب حافظ عبدالرحیم صاحب نے شکریہ احباب کیا جنھوں نے کسی نہ کسی رنگ میں انجمن مذکور کو مدد دی تھی۔ ان کے بعد شیخ عبدالحکیم صاحب طالب علم میڈیکل سکول لاہور نے بہ حیثیت ڈیلی گیٹ انجمن الاخوان

لاہور مختصر سی تقریر کی جس میں انہوں نے وحدت ارادی کی ضرورت اور اس کے پیدا کرنے کی مختلف صورتوں پر زور دیا اور سلسلہ کے مقاصد کی اشاعت کے لئے لائبریریوں کے قیام کے سلسلہ کو مفید بتایا۔ ان تقریروں کے بعد آخری اور بے نظیر تقریر حضرت حکیم الامۃ کی تھی۔ آپ کی تقریر قرآن مجید کی آیت **اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** کی تفسیر تھی۔

(الحکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۴، ۵)

غرض 25 دسمبر کی صبح کو جب حضرت اقدس سیر کے واسطے باہر تشریف لے گئے تو ایک مجمع کثیر آپ کے ہمراہ تھا۔ جن میں اکثر حصہ سیالکوٹ کے ضلع کے احمدی برادران کا تھا جو کہ اپنے لائق مہتمم چوہدری مولا بخش صاحب کے ہمراہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔

جلسہ میں ڈائری کا لکھنا: سیر کے وقت دوستوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ حضرت اقدس کے نزدیک پہنچنا اور ڈائری لکھنا ایک نہایت ہی مشکل کام ہو رہا تھا۔ ہر ایک دوست جو باہر سے آتا ہے بہ سبب اس کے کہ اس کو حضرت کے حضور میں حاضر ہونے اور زیارت کرنے کا دیر سے موقعہ ملتا ہے ہر ایک مانند عاشق زار کے آگے بڑھتا ہے اور اس آگے بڑھنے میں وہ اس امر کی پروا نہیں رکھ سکتا کہ دوسروں کو کس زور کے ساتھ پیچھے ہٹا کر اپنے واسطے راہ بنا رہا ہے ایسے وقت میں ایک طاقتور آدمی ہی بمشکل سارا راستہ حضرت صاحب کی باتیں سن سکتا ہے چہ جائیکہ ایک میرے جیسا کم طاقت اس کام کو نباہ سکے حالانکہ ان ایام میں ڈائری لکھنا خاص طور پر ضروری ہوتا ہے کیونکہ مختلف مزاج کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور اپنے اپنے طرز کے سوالات کرتے ہیں خیر باوجود ان مشکلات کے 25 دسمبر کی صبح کو عاجز نے ڈائری لکھی جو ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔

25 دسمبر 1906ء کی صبح کو سیر میں ایک شخص نے چند ایک سوالات پیش کئے۔ پہلا سوال یہ تھا کہ جبکہ اللہ تعالیٰ ازل سے خالق ہے اور ابد تک ہے اور روح بھی ہمیشہ سے اس کی خلق میں شامل ہیں اور ہمیشہ چلے جائیں گے تو پھر آریوں کے اعتقاد کے مطابق روح بھی ازلی اور ابدی ہوا۔ حضرت نے فرمایا یہ بات درست نہیں اس سوال میں مغالطہ دیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ سے خالق ہے مگر اس کے تمام صفات کو دیکھنا چاہئے۔ وہ محی ہے اور ممیت بھی ہے۔ اثبات بھی کرتا ہے تو محو بھی کرتا ہے۔ پیدا بھی کرتا ہے فنا بھی کرتا ہے۔ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ روح کو فنا نہیں اور کہ یہی روح ہمیشہ سے چلے آتے ہیں۔ وہ جب تک کسی کو چاہے رکھے ہر ایک چیز فناء ہو جانے والی ہے باقی رہنے والی ذات صرف خدا کی ہی ہے۔ روح میں جبکہ ترقی بھی ہوتی ہے اور تنزل بھی ہوتا ہے تو پھر اس کو ہمیشہ کے واسطے قیام کس طرح ہو سکتا ہے۔ جب تک روح کا قیام ہے وہ امر الٰہی کے قیام کے نیچے ہے۔ خدا کے امر کے ماتحت ہی کسی کا قیام ہو سکتا ہے اور وہی فنا بھی کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ خالق بھی ہے اور ہمیشہ خلق کو مٹاتا بھی ہے۔" (البدر 27 دسمبر 1906 صفحہ 3، 5)

انتظامات جلسہ سالانہ: "اس سال مقامی انجمن احمدیہ قادیان کے صاحب سیکرٹری شیخ یعقوب علی صاحب تراب آڈیٹر الحکم نے اپنی انجمن کے ممبروں کے ساتھ مہمانوں کی خدمت کے واسطے خاص طور پر عمدہ انتظام کیا ہے۔ ہر ایک جگہ کے

دوستوں کی رہائش کے واسطے جدا جدا کمرے تجویز کردیئے ہوئے ہیں اور سب کمروں میں ضروری سامان روشنی وغیرہ کا مہیا کر دیا ہے اور سب دوستوں کو ایک جگہ جمع کر کے نہایت انتظام کے ساتھ دونوں وقت کھانا کھلایا جاتا ہے جس کام میں مدرسہ کے استاد اور بورڈنگ ہاؤس کے طلباء بہت امداد دے رہے ہیں۔"

(البدر 27 دسمبر 1906ء صفحہ 3)

"ان احسن خدمات کا ذکر جو شیخ یعقوب علی صاحب نے بحیثیت منتظم جلسہ ادا کیں مَیں نے سُنا ہوا تھا کہ ابوالفضل باوجود اعلیٰ درجہ کا انشاپرداز ہونے کے سپاہیانہ پارٹ کو بڑی خوبی سے ادا کیا کرتا تھا۔ مگر یہاں اِن سُنی ہوئی باتوں کو واقعات کے رنگ میں دیکھ لیا۔ جو شخص لکھنے والا ہو اس کی نسبت عام خیال یہ ہے کہ وہ کسی دوسرے کام کا نہیں ہوتا مگر شیخ صاحب میں انتظامی مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے آپ نے اپنی اَن تھک کوششوں سے کسی مہمان کو شکایت کا موقعہ نہیں دیا۔ مَیں تو جس وقت دیکھتا۔ آپ کھڑے ہوئے نظر آتے اور اکثر اوقات تو رات کے بارہ بارہ بجے گھر جا کر کھانا کھایا ہے اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔"

(الحکم 10 جنوری 1907ء صفحہ 6)

۲۶ دسمبر کی صبح کو حضرت اقدس نئے مہمانوں کی خاطر صبح دس بجے کے قریب باہر سیر کے واسطے تشریف لے گئے احباب نہایت کثرت سے تھے ہر ایک عاشقانہ طور پر حضور کے دیدار کے واسطے آگے کی طرف دوڑتا تھا۔ اس واسطے بعض دوستوں نے حضور کے اردگرد ایک حلقہ فراخ کی صورت میں ایک جگہ کشادہ بنادی تھی۔ جس کے اندر حضور چلتے تھے اور زائرین زیارت بھی کرتے تھے ایک شخص نے کچھ سوالات پیش کرنے چاہے لیکن آپ کی طبیعت علیل تھی صرف مسافروں کی ملاقات کے واسطے آ گئے تھے فرمایا کہ اس وقت ایسے سوالات کا پیش کرنا مناسب نہیں۔ لوگ اچھی طرح جواب بھی نہیں سن سکتے۔ میری طبیعت تو علیل ہے لیکن میں نے ارادہ کیا ہے کہ ظہر کے وقت بڑی "البیت" میں لوگوں کو کچھ سناؤں کیونکہ کسی کی زندگی کا اعتبار نہیں۔ لوگ کثرت سے اس واسطے آئے ہیں کہ کچھ ہماری باتیں سنیں اس واسطے میں نے چاہا ہے کہ مختصر الفاظ میں جو اپنا حق ہے ادا کروں اور حق کی باتیں لوگوں کو سنا دوں۔

چنانچہ اسی دن ظہر اور عصر پر وہ نمازیں...... اقصیٰ میں قریب دو بجے کے جمع کر کے پڑھی گئیں اور بعد نمازوں کے حضرت اقدس نے ...... کے درمیانہ در میں کھڑے ہو کر پنج ارکان دین کے موضوع پر تقریر فرمائی چونکہ آپ کی طبیعت علیل تھی اس لئے آپ کے واسطے ایک کرسی بھی رکھی گئی تھی لیکن سوائے آخری حصہ وقت کے جو بہت تھوڑا تھا آپ نے تمام تقریر کھڑے ہو کر فرمائی آپ کی تقریر آپ کی عادت کے مطابق نہایت سادگی کے ساتھ بے تکلف رنگ میں ان الفاظ سے شروع ہوئی۔

(بدر 10 جنوری 1907ء صفحہ 8)

"**اب صاحبو! آرام سے سُن لو** اگرچہ میری طبیعت بیمار ہے اور مَیں اس لائق نہ تھا کہ کھڑا ہو کر ایک لمبی تقریر کرتا۔ تاہم مَیں نے خیال کیا کہ لوگ دُور دُور سے آئے ہیں تا کہ ہماری باتیں سُنیں ایسی صورت میں کچھ نہ کہنا معصیت میں داخل ہوگا لہٰذا باوجود حالتِ بیماری کے مَیں نے مناسب جانا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے جو ہدایت دی ہے میں اس سے سب لوگوں کو اطلاع دوں۔"

کلمہ طیبہ کی حقیقت: یاد رکھنا چاہئے کہ کلمہ جو ہم ہر روز پڑھتے ہیں اس کے کیا معنے ہیں؟ کلمہ کے معنے ہیں کہ انسان زبان سے اقرار کرتا ہے اور دل سے تصدیق کہ میرا معبود، محبوب اور مقصود خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ اِلٰہ کا لفظ محبوب اور اصل مقصود اور معبود کے لئے آتا ہے۔ یہ کلمہ قرآن شریف کی ساری تعلیم کا خلاصہ ہے۔

نماز کی حقیقت: ”غرض وہ اندر جو گناہوں سے بھرا ہوا ہے اور جو خدا تعالیٰ کی معرفت اور قرب سے دُور جا پڑا ہے اس کو پاک کرنے اور دُور سے قریب کرنے کے لئے نماز ہے۔ اس ذریعہ سے ان بدیوں کو دُور کیا جاتا ہے اس کی بجائے پاک جذبات بھر دیئے جاتے ہیں یہی سرّ ہے جو کہا گیا ہے کہ نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے یا نماز فحشاء اور مُنکر سے روکتی ہے۔

پھر نماز کیا ہے؟ یہ ایک دُعا ہے جس میں پورا درد اور سوزش ہو اسی لئے اس کا نام صلوٰۃ ہے کیونکہ سوزش اور فرقت☆ اور درد سے طلب کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بد ارادوں اور بُرے جذبات کو اندر سے دُور کرے اور پاک محبت اس کی جگہ اپنے فیضِ عام کے ماتحت پیدا کر دے۔

دُعا کے لوازم میں سے یہ ہے کہ دل پگھل جاوے اور رُوح پانی کی طرح حضرتِ احدیت کے آستانہ پر گرے اور ایک کرب اور اضطراب اس میں پیدا ہو اور ساتھ ہی انسان بے صبر اور جلد باز نہ ہو بلکہ صبر اور استقامت کے ساتھ دُعا میں لگا رہے پھر توقع کی جاتی ہے کہ وہ دُعا قبول ہوگی۔

نماز بڑی اعلیٰ درجہ کی دُعا ہے مگر افسوس لوگ اس کی قدر نہیں جانتے اور اس کی حقیقت صرف اتنی ہی سمجھتے ہیں کہ رسمی طور پر قیام رکوع سجود کر لیا اور چند فقرے طوطے کی طرح رٹ لیے خواہ اُسے سمجھیں یا نہ سمجھیں ایک اور افسوس ناک امر پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے ہی مسلمان نماز کی حقیقت سے ناواقف تھے اور اس پر توجہ نہیں کرتے تھے۔“

”میں کھول کر کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میری بیعت اس لیے کرتا ہے کہ اُسے بیٹا ملے یا فلاں عہدہ ملے یعنی شرطی باتوں پر بیعت کرتا ہے تو وہ آج نہیں کل نہیں ابھی الگ ہو جاوے اور چلا جاوے۔ مجھے ایسے آدمیوں کی ضرورت نہیں اور نہ خدا کو اُن کی پرواہ ہے۔“

”سنو! مجھے ابھی دکھایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے قہری نشان نازل ہوں گے۔ زلزلے آئیں گے اور طاعون کی موتیں ہوں گی اس لئے میں تمہیں اس سے پہلے کہ خدا تعالیٰ کا عذاب نازل ہو تمہیں اور ہر سُننے والے کو متنبہ اور آگاہ کرتا ہوں کہ توبہ کرو۔ ہر شخص جو عذاب سے پہلے توبہ کرتا ہے اور اپنی اصلاح کے لئے تبدیلی کر لیتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے رحم کا اُمیدوار ہو سکتا ہے لیکن جب عذاب نازل ہو گیا پھر توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔ اس وقت جو امن کی حالت ہے توبہ کرو اور اصلاح کے لئے قدم بڑھاؤ۔ میری باتوں کو اس طرح مت سُنو جس طرح پر لڑکے کہانیاں سُنا کرتے ہیں اُٹھو اور تبدیلیاں کرو۔ جب مصیبت آ گئی پھر خواہ کوئی ہزار کہے کہ دُعا کرو کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ عذاب تو آ چکا۔ ہاں اب وقت ہے۔“

☆ نقل مطابق اصل ہے جس میں یہ لفظ سہو کاتب معلوم ہوتا ہے غالباً صحیح لفظ رقت ہے۔

روزہ: ''پھر تیسری بات جو دین کا رُکن ہے وہ روزہ ہے۔ روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اس قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو رُوح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزہ رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔''

حج: ''ایسا ہی حج بھی ہے۔ حج سے صرف اتنا ہی مطلب نہیں کہ ایک شخص گھر سے نکلے اور سمندر چیر کر چلا جاوے رسمی طور پر کچھ لفظ منہ سے بول کر ایک رسم ادا کر کے چلا آوے۔ اصل بات یہ ہے کہ حج ایک اعلیٰ درجہ کی چیز ہے جو کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے سمجھنا چاہئے کہ انسان کا اپنے نفس سے انقطاع کا یہ حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی محبت میں کھویا جاوے اور تعشّق باللہ اور محبتِ الٰہی ایسی پیدا ہو جاوے کہ اس کے مقابلہ میں نہ اُسے کسی سفر کی تکلیف ہو اور نہ جان و مال کی پرواہ ہو، نہ عزیز و اقارب سے جُدائی کا فکر ہو جیسے عاشق اور مُحب اپنے محبوب پر جان قربان کرنے کو تیار ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی کرنے سے دریغ نہ کرے۔ اس کا نمونہ حج میں رکھا ہے جیسے عاشق اپنے محبوب کے گرد طواف کرتا ہے اسی طرح حج میں طواف رکھا ہے۔''

زکوٰۃ ''اسی طرح زکوٰۃ ہے۔ بہت سے لوگ زکوٰۃ دے دیتے ہیں مگر وہ اتنا بھی نہیں سوچتے اور سمجھتے کہ یہ کس کی زکوٰۃ ہے اگر کُتّے کو ذبح کر دیا جاوے یا سؤر کو ذبح کر ڈالو تو وہ صرف ذبح کرنے سے حلال نہیں ہو جائے گا۔ زکوٰۃ تزکیہ سے نکلی ہے مال کو پاک کرو اور پھر اس میں سے زکوٰۃ دو جو اس میں سے دیتا ہے اُس کا صدق قائم ہے لیکن جو حلال حرام کی تمیز نہیں کرتا وہ اس کے اصل مفہوم سے دُور پڑا ہوا ہے اس قسم کی غلطیوں سے دست بردار ہونا چاہئے اور ان ارکان کی حقیقت کو بخوبی سمجھ لینا چاہئے تب وہ ارکان نجات دیتے ہیں ورنہ نہیں۔''

تھکومت: ''پھر مَیں ایک اور نقص بھی دیکھتا ہوں بعض لوگ تھک جاتے ہیں میرے پاس ایسے خطوط آئے ہیں جن میں لکھنے والوں نے ظاہر کیا کہ ہم چار سال یا اتنے سال تک نماز پڑھتے رہے دُعائیں کرتے رہے۔ کوئی فائدہ نہیں ہوا ایسے لوگوں کو میں مُخنّث سمجھتا ہوں تھکنا نہیں چاہئے۔''

گر نباشد بدوست راہ بُردن شرطِ عشق است در طلب مُردن

"میں تو یہاں تک کہتا ہوں اگر میں چالیس برس گزر جاویں تب بھی تھکے نہیں اور باز نہ آوے خواہ جذبات بڑھتے ہی جاویں۔ اللہ تعالیٰ دُعا کرنے والوں کو ضائع نہیں کرتا جب تضرع سے دُعا کرتا ہے اور مصیبت میں مبتلا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ یہ شخص بچایا جاوے اور وہ بچایا جاتا ہے کیونکہ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ (البقرہ:۲۲۳)"

یاد رکھو جو شخص مرا ہے اور ہلاک ہوا ہے وہ تھکنے سے مرا ہے خدا تعالیٰ سے مانگنا اور دُعا کرنا موت ہے ہر شخص جو خدا تعالیٰ سے مانگتا ہے ضرور پاتا ہے مگر جو آپ ہی بدظنی کرتا ہے تب حاصل نہیں ہوتا۔

اس کے بعد آپ نے دیر تک جماعت کے لئے دُعا کی۔

جلسہ کے اختتام پر احباب کو کھانا پیش کیا گیا اسی شام کو بہت سے نئے دوست مختلف مقامات سے تشریف لائے۔

(الحکم 17 جنوری 1907ء صفحہ 3 تا 11)

۲۷ دسمبر ۱۹۰۶ء جمعرات کی صبح کو دس بجے کے قریب حضرت اقدس سیر کے واسطے باہر تشریف لے گئے اور بازار کے راستہ سے گزر کر شہر کی شمالی جانب کی طرف گئے خدام اس کثرت سے تھے کہ واپسی کے وقت حضور علیہ السلام بازار سے ہو کر مکان پر پہنچ چکے تھے اور لوگ ابھی سارے بازار میں اور گاؤں کے مشرقی دروازے کے باہر سے آ رہے تھے۔ راستہ میں ایک شخص نے قرآن شریف کی آیت اَوَ مَنْ کَانَ مَیْتًا کے معنے پوچھے جس کو حضرت نے مفصل بیان فرمایا۔ سیر سے واپس آ کر حضور علیہ السلام پھر دو بجے کے قریب ...... اقصیٰ میں تشریف لے گئے جہاں ہر دو نمازیں جمع کی گئیں اور بعد نماز حضور علیہ السلام نے تقریر کی فرمایا کہ چونکہ کل میری طبیعت علیل ہوگئی تھی اس واسطے تقریر کی تکمیل نہ کر سکا۔ اس واسطے آج اس کی تکمیل کرتا ہوں۔ (بدر 10 جنوری 1907ء صفحہ 8، 9)

مذہبی آزادی پر اظہار تشکر: سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ جو نئے طور پر قائم کیا ہے اسے قائم ہوتے ہی مصائب اور مشکلات پیدا ہوگئے اندرونی اور بیرونی طور پر طرح طرح کے دکھ اس کو دیئے گئے مگر بیرونی طور پر جو دکھ دیا گیا ہے اس پر افسوس نہیں اس لئے کہ وہ دکھ صرف زبان کا دکھ ہے اور اس دکھ کے مقابلہ میں یہ کچھ چیز نہیں جو ابتدائے ...... اور غربت کے وقت اُن لوگوں کو اُٹھانا پڑا جو ...... میں داخل ہوئے۔ وہ دکھ اس قسم کے تھے کہ اُن کو بیان کرنے سے بھی دل کانپ جاتا ہے کہ وہ کیسے سنگدل انسان تھے کہ انہوں نے صرف ...... ہونے پر اُن کو طرح طرح کی مشکلات اور مصائب میں ڈالا اور بہتوں کو بے دردی سے ایذائیں دیں اور قتل کر ڈالا لیکن اس زمانہ میں جو آزادی کا زمانہ ہے اس قسم کی کوئی تکلیف نہیں دے سکتے۔ صرف زبان سے دکھ دیتے ہیں اور یہ کچھ چیز نہیں۔

(الحکم 24 جنوری 1907ء صفحہ 2)

تقویٰ تمام دینی علوم کی کنجی ہے: جہاں قرآن شریف میں تقویٰ کا ذکر کیا ہے وہاں بتایا ہے کہ ہر ایک علم (اس سے اُخروی علم مراد ہے زمینی اور دنیوی علم مراد نہیں) کی جڑ تقویٰ ہی ہے اور تمام نیکیوں کی جڑ یہی تقویٰ ہے۔ متقی کا خدا تعالیٰ خود

متکفل ہوتا ہے اور اس کے لئے عجیب در عجیب نشان ظاہر کرتا ہے۔ قرآن شریف نے شروع میں ہی فرمایا۔ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ (البقرہ:۳) پس قرآن شریف کے سمجھنے اور اس کے موافق ہدایت پانے کے لئے تقویٰ ضروری اصل ہے۔ ایسا ہی دوسری جگہ فرمایا۔ لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ (الواقعہ:۸۰) دوسرے علوم میں یہ شرط نہیں۔ ریاضی، ہندسہ و ہیئت وغیرہ میں اس امر کی شرط نہیں کہ سیکھنے والا ضرور متقی اور پرہیزگار ہو بلکہ خواہ کیسا ہی فاسق و فاجر ہو وہ بھی سیکھ سکتا ہے مگر علم دین میں خشک منطقی اور فلسفی ترقی نہیں کر سکتا اور اس پر وہ حقائق اور معارف نہیں کھل سکتے جس کا دل خراب ہے اور تقویٰ سے حصہ نہیں رکھتا اور پھر کہتا ہے کہ علوم دین اور حقائق اس کی زبان سے جاری ہوتے ہیں وہ جھوٹ بولتا ہے۔ ہرگز ہرگز اسے دین کے حقائق اور معارف سے حصہ نہیں ملتا بلکہ دین کے لطائف اور نکات کے لئے متقی ہونا شرط ہے۔ (الحکم 24 رجنوری 1907ء صفحہ 6-7)

مقدمات کا سلسلہ: جس قدر مقدمات مجھ پر کئے گئے یا کرائے گئے ان میں میرے ہی مخالفوں کو ناکامی اور نامرادی ہوئی اور خدا تعالیٰ نے مجھے ہی بامراد کیا۔ آتما رام کے سامنے بیانا کام ہوئے۔ جہلم میں انہیں نامرادی ہوئی اور اس سے پہلے وہ شرمندہ ہوئے ماسوا اس کے ایک اور بات مَیں پیش کرتا ہوں جو بہت ہی صاف اور بدیہی بات ہے۔ براہین احمدیہ کے زمانہ میں جس کو بتیس سال کے قریب گذرے۔ کیونکہ کتاب تالیف پہلے ہوتی ہے اور پھر طبع ہوتی ہے اس کو شائع ہوئے بھی چھبیس سال گذرے اور وہ تالیف اس سے بہت پہلے ہوئی۔ اس میں اس قدر پیشگوئیاں ہیں کہ مَیں اس وقت ان سب کو بیان نہیں کر سکتا۔ نمونہ کے طور پر مَیں ایک کو بیان کرتا ہوں۔ (الحکم 24 رجنوری 1907ء صفحہ 9 کالم 1)

ایک زبردست نشان جو ہر روز پورا ہوتا ہے: اس کتاب براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ مجھے ایک دعا سکھاتا ہے یعنی بطور الہام فرماتا ہے۔

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا یعنی مجھے اکیلا مت چھوڑ اور ایک جماعت بنا دے۔ پھر دوسری جگہ وعدہ دیتا ہے۔ یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

ہر طرف سے تیرے لئے وہ زر اور سامان جو مہمانوں کے لئے ضروری ہیں اللہ تعالیٰ خود مہیا کرے گا اور وہ ہر ایک راہ سے تیرے پاس آئیں گے۔ اور پھر فرمایا۔

یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ۔ لَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ وَ لَا تَسْئَمْ مِّنَ النَّاسِ

ہر ایک طرف سے اور ہر ایک راہ سے تیرے پاس مہمان آئیں گے اور اس قدر کثرت سے آئیں گے کہ قریب ہے تو اُن سے تھک جاوے یا بدخلقی کرے۔ اس لئے پہلے سے بتادیا کہ نہ تو اُن سے تھکے اور نہ اُن سے بدخلقی کرے۔

یہ پیشگوئیاں اس براہین احمدیہ میں موجود ہیں جن کو شائع ہوئے چھبیس سال کا عرصہ گذرتا ہے اور جس کی تالیف پر بتیس سال گذرتے ہیں۔ یہ وہ کتاب ہے جو مخالفوں کے پاس بھی موجود ہے اور گورنمنٹ میں بھی بھیجی گئی اور مکہ مدینہ اور بخارا میں بھی اس کے نسخے پہنچے۔ اب تو اس میں یہ الہامات درج نہیں کر دیئے گئے۔

اب غور کرو کہ جس زمانہ میں یہ پیشگوئی شائع ہوئی یا لوگوں کو بتائی گئی اس وقت کوئی شخص یہاں آتا تھا؟ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کوئی مجھے جانتا بھی نہ تھا۔ اور کبھی سال بھر میں بھی ایک خط یا مہمان نہ آتا تھا۔ مَیں بالکل ایک گمنامی کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ یہ ہندو جو یہاں رہتے ہیں اور اب گالیاں دیتے ہیں اور ہر قسم کی مخالفت کرتے اور خباثت دکھاتے ہیں۔ ان کو قسم دو اور یا وہ بغیر قسم ہی بتائیں کہ کیا ان لوگوں میں سے کوئی ہمارے پاس تھا؟ یہ سب سے پہلے گواہ ہیں اور انہوں نے خدا تعالیٰ کے نشانات کو دیکھا ہے اور اب وہ چھپاتے ہیں۔ اس طرح پر گویا سب سے پہلے جہنم کے لئے تیار ہیں۔

آریہ سماج والے ملا وامل اور شرمپت رائے یہاں موجود ہیں۔ یہ میرے ساتھ عموماً آیا جایا کرتے تھے۔ میرے ساتھ براہین احمدیہ چھپوایا کرتے اور اس کے پروف بھی انہوں نے دیکھے ہیں اور جب ہم امرتسر جاتے تھے تو کسی کو معلوم بھی نہ ہوتا تھا کہ کہاں گئے اور وہاں جا کر کوئی نہیں جانتا تھا کہ کہاں رہے۔ اب اگر وہ ایمان رکھتے ہیں اور دھرم رکھتے ہیں تو وہ جواب دیں۔

(الحکم 24 رجنوری 1907ء صفحہ 9)

جماعت کے لئے نصیحت: ”آخر کار مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم دشمن کے مقابلہ پر صبر اختیار کرو۔ تم گالیاں سُن کر چپ رہو۔ گالی سے کیا نقصان ہوتا ہے۔ گالی دینے والے کے اخلاق کا پتہ لگتا ہے۔ مَیں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر تم کو کوئی زدوکوب بھی کرے تب بھی صبر سے کام لو۔ یہ یاد رکھو کہ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں کے دل سخت نہ ہوتے تو وہ کیوں ایسا کرتے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ ہماری جماعت امن جو ہے۔ اگر وہ ہنگامہ پرداز ہوتی تو بات بات پر لڑائی ہوتی اور پھر اگر ایسے لڑنے والے ہوتے اور ان میں صبر و برداشت نہ ہوتی تو پھر ان میں اور ان کے غیروں میں کیا امتیاز ہوتا؟“...... یہ بھی یاد رکھو کہ اگر تم مداہنہ سے دوسری قوموں کو ملو تو کامیاب نہیں ہو سکتے۔ خدا ہی ہے جو کامیاب کرتا ہے اگر وہ راضی ہے تو ساری دنیا ناراض ہو تو پروا نہ کرو۔ ہر ایک جو اس وقت سنتا ہے یاد رکھے کہ تمہارا ہتھیار دعا ہے اس لئے چاہئے کہ دعا میں لگے رہو۔ یہ یاد رکھو کہ معصیت اور فسق کو نہ واعظ دور کر سکتے ہیں اور نہ کوئی اور حیلہ۔ اُس کے لئے ایک ہی راہ ہے اور وہ دعا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہی ہمیں فرمایا ہے۔ اس زمانہ میں نیکی کی طرف خیال آنا اور بدی کو چھوڑنا چھوٹی سی بات نہیں ہے۔ یہ انقلاب چاہتی ہے اور یہ انقلاب خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور یہ دعاؤں سے ہوگا۔

ہماری جماعت کو چاہئے کہ راتوں کو رو رو کر دعائیں کریں۔ اس کا وعدہ ہے **اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ** (المومن:٦١) عام لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ دعا سے مراد دنیا کی دعا ہے۔ وہ دنیا کے کیڑے ہیں۔ اس لئے اس سے پرے نہیں جا سکتے۔ اصل دعا دین ہی کی دعا ہے لیکن یہ مت سمجھو کہ ہم گنہگار ہیں یہ دعا کیا ہوگی اور ہماری تبدیلی کیسے ہو سکے گی یہ غلطی ہے۔ بعض وقت انسان خطاؤں کے ساتھ ہی ان پر غالب آ سکتا ہے۔ اس لئے کہ اصل فطرت میں پاکیزگی ہے۔ دیکھو پانی خواہ کیسا ہی گرم ہو لیکن جب وہ آگ پر ڈالا جاتا ہے تو وہ بہرحال آگ کو بجھا دیتا ہے اس لئے کہ فطرتاً برودت اس میں ہے۔ ٹھیک اسی طرح انسان کی فطرت میں پاکیزگی ہے۔ ہر ایک میں یہ مادہ موجود ہے وہ پاکیزگی کہیں نہیں گئی۔ اسی طرح تمہاری

طبیعتوں میں خواہ کیسے ہی جذبات ہوں رو کر دعا کرو گے تو اللہ تعالیٰ دور کر دے گا"۔ اس کے بعد آپ نے نہایت درد سے ایک لمبی دعا کی۔ (الحکم 24 جنوری 1907ء صفحہ 10، 15)

اس تقریر کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام گھر تشریف لے گئے اور حضرت مولوی نور الدین صاحب نے "ضرورت امام" پر ایک مختصر تقریر فرمائی۔ وہ تقریر بھی قلمبند کی گئی۔

28 دسمبر 1906ء (جمعہ) یہ دن چونکہ جمعہ کی تیاری کے واسطے غسل اور تبدیل لباس کا تھا اور حضرت نے مہندی لگائی تھی۔ اس واسطے آپ سیر پر تشریف نہ لے گئے اور صبح 9 بجے کے بعد صدر انجمن احمدیہ کا عام اجلاس...... اقصیٰ میں ہوا۔ جہاں سیکرٹری انجمن مذکور نے سالانہ رپورٹ پڑھی اور مدرسہ اور میگزین اور مقبرہ بہشتی اور دیگر مدات متعلق انجمن کا بجٹ سنایا......

اس کے بعد صاحبزادہ حضرت میاں محمود احمد صاحب نے ایک تقریر کی جو کہ اتنے بڑے مجمع میں ان کی پہلی تقریر تھی۔ تاہم فصاحت کے ساتھ انہوں نے سلسلہ وار اپنے مضمون کی سرخیوں کو پورا کیا آپ کا مضمون شرک پر تھا۔

(بدر 10 جنوری 1907ء صفحہ 9۔10)

"اتنی چھوٹی سی عمر میں خیالات کی پختگی اعجاز سے کم نہیں...... یہ بھی حضور علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان ہے اور اس سے ظاہر ہوسکتا ہے کہ آپ کی تربیت کا جوہر کس درجہ کمال پر پہنچا ہوا ہے آپ نے سورۃ لقمان کی وہ آیات پڑھیں جس میں حضرت لقمانؑ اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہیں کہ شرک سے پرہیز کر۔ فرمایا کہ یہی شرک تمام گناہوں کی جڑ ہے اگر اس سے کنارہ کشی ہو تو پھر انسان نجات یافتہ ہوسکتا ہے۔" (الحکم 10 جنوری 1907ء صفحہ 6)

"قرآن شریف کی آیت سے آپ نے شرک کی بدیوں کا ثبوت دیا اور بتلایا کہ شیطان کا بڑا ہتھیار شرک ہی ہے اور مسیح موعود...... کے ساتھ جو آخری جنگ ہے جس میں شیطان ہلاک کیا جاتا ہے وہ اس کے بڑے ہتھیار شرک کے توڑنے کے ذریعہ سے ہے۔ میاں صاحب موصوف کی تقریر بجائے خود حسب گنجائش درج اخبار ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔"

(بدر 10 جنوری 1907ء صفحہ 10)

میاں صاحب موصوف کے بعد حضرت مولوی نور الدین صاحب نے تقریر فرمائی جس میں آپ نے تشحیذ الاذہان کے مقاصد، ...... رسالہ ماہواری کی اشاعت، نوجوان طلباء کے درمیان مذہبی معلومات کا بڑھانا اور ان کو...... کی حمایت میں مناظر بنانا اور باہمی اخوت کا بڑھانا بیان کیا اور یہ بھی بیان فرمایا کہ رسالہ تشحیذ الاذہان کے ذریعہ سے میاں صاحب موصوف حضرت اقدس کے اُن اقوال کی اشاعت کرتے ہیں جو حضرت اندرون خانہ فرماتے ہیں اور نیز حضرت کے تصنیف فرمودہ فقرات عربی کی اشاعت کر کے اس زبان کے پھیلانے میں کوشش کرتے ہیں اور احباب کو توجہ دلائی کہ وہ ان کے اغراض ومقاصد کے پورا کرنے میں امداد دینے کی طرف متوجہ ہوں۔

<u>بیعت</u>: بیعت کا سلسلہ اب اس قدر بڑھتا جاتا ہے کہ مبائعین کی فہرست کے بروقت مرتب کرنے کی تجویز مشکل ہوجاتی ہے۔

بیعت کرنے والوں کی اس قدر کثرت تھی کہ ایک دوست کی تجویز پر ایک پگڑی کا سر احضرت کے ہاتھ میں رہا اور باقی حصہ کو دور تک مبائعین نے پکڑ رکھا اور پھر ایک پگڑی نہیں ہر طرف سے کئی ایک پگڑیاں لی گئیں جو کہ اس کے ساتھ جوڑی گئیں اور بعض آدمی درمیان میں کھڑے ہو کر بلند آواز سے حضرت کے الفاظ دوسروں تک پہنچاتے رہے اور وہ کہتے رہے اور اس طرح سب بیعت کرنے والے بیعت کر سکے چنانچہ جمعہ کے روز بھی اسی طرح سے بیعت ہوئی۔ جس جماعت کو خدا تعالیٰ بڑھانا چاہتا ہے اب اس کو شمار کون کرے ایسے وقت میں بیعت کرنے والوں کے ناموں کے لکھنے اور چھاپنے کا انتظام بھی بمشکل ہو سکتا ہے۔ ایک دوست کے سپرد یہ کام کیا گیا تھا جس قدر ہو سکے بیعت والوں کے نام تحریر کر لیں۔

روانگی: جمعہ کے روز بعد نماز جمعہ احباب کی روانگی شروع ہوگئی چنانچہ سیالکوٹ کی بڑی جماعت جس میں کئی سو آدمی تھے اس کا اکثر حصہ اس دن چلا گیا اور پھر بہت سے آدمی ہفتہ کی صبح کو تشریف لے گئے یوم دوشنبہ کے دن تھوڑے آدمی باقی رہ گئے تھے تاہم جلسہ کا آخری دن پیر تک تھا۔

29 دسمبر 1906ء (بروز شنبہ) صبح قریب دس بجے کے حضرت اقدس سیر کے واسطے باغ کی طرف تشریف لے گئے اور مقبرہ بہشتی پر پہنچ کر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی قبر کے پاس کھڑے ہوئے اور اہل قبور کے واسطے دعا کی۔ بعدہٗ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے وعظ فرمایا کہ ہر ایک شہر کے احمدی احباب کو چاہئے کہ تفقہ فی الدین حاصل کرنے کے واسطے اپنے میں سے ایک ایک آدمی کا خرچ اپنے ذمہ لے کر قادیان بھیجا کریں تا کہ وہ دین سیکھ کر واپس جائے اور اپنے اہل شہر کی تعلیم کرے۔ (بدر 10 جنوری 1907ء صفحہ 9، 10)

الغرض 1906ء کا یہ جلسہ بے شمار برکتوں اور رحمتوں کے نزول وحصول کا موجب ہوا اور لوگ اس روحانی مائدہ سے سیر ہو کر اپنے گھروں کو لوٹے۔

(بقیہ از صفحہ 12)

جمعہ اور خدا کا فضل: حضرت مصلح موعود (......) فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ کا کتنا بڑا فضل ہے کہ ہر ہفتہ میں ایک ایسی نماز رکھ دی ہے جس میں شہر اور اس کے اردگرد کے لوگوں کا شامل ہونا فرض ہے...... جماعت کو کاموں کو احسن طور پر چلانے کے لئے یہ بہت بڑا احسان ہے دنیا کے اور کسی مذہب نے جماعت کو جماعت بنانے کے لئے اور قومی کاموں کو اس خوش اُسلوبی سے انجام دینے کیلئے ایسی کوئی تجویز نہیں کی۔ صرف (......) ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے ایک ایسا طریق بتایا ہے کہ اگر (......) اُس پر چلیں تو ان کی تمام ضروریات حل ہو سکتی ہیں۔ غرض جمعہ کا دن بہت سی ضروریات کو حل کرنے کے لئے مفید اور بابرکت اجتماع ہے۔''

(خطباتِ محمود جلد اوّل صفحہ ۴۴۶ تا ۴۴۸)

اللہ تعالیٰ ہمیں جمعہ کی پابندی کرنے اور اس کی برکات سے بہرہ مند ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین

○

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُر معارف فارسی منظوم کلام پر تضمین

(کلام۔مکرم چوہدری محمد علی صاحب)

مجھ سے کہتے ہیں یہ عاشق، باورے!
تُو بھلا توصیف اسؐ کی کیا کرے
مرتبہ جس کا گماں سے ہو پرے
روح کانپے، ذہن لرزے، دل ڈرے
"در دلم جوشد ثنائے سرورے
آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے"

☆

میں کروں کیا عرض، کیا میری مجال
وہ ہے محبوب خدائے ذوالجلال
حسن کا اس کے تصور ہے محال
وہ مکمل ہے، نہیں اس کی مثال
"ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے"

☆

اس کا عالم میں نہیں کوئی مثیل
ہے محمدؐ ہی محمدؐ کی دلیل
اس کے خادم جن و انساں، جبرئیل
صاحبِ تسنیم و کوثر، سلسبیل
"پہلوانِ حضرتِ ربِّ جلیل
بر میاں بستہ ز شوکت خنجرے"

☆

نور سے اس کے منوّر ہے جہاں
اس سے ہیں آباد دل کی بستیاں
اس سے وابستہ ہیں سب سچائیاں
ہے ثناء خواں اس کی ارضِ قادیاں
''آفتاب ہر زمین و ہر زماں
رہبر ہر اسود و ہر احمرے''

☆

اس کا ہر ارشاد سچا برمحل
مجھ کو سودا ہے اس کا آجکل
ٹھیر بھی اے عمر کے سورج! نہ ڈھل
دل گیا اس کی محبت میں پگھل
''آنکہ جانش عاشقِ یارِ ازل
آنکہ روحش واصلِ آں دلبرے''

☆

مَیں غلاموں کے غلاموں کا غلام
مَیں بھلا کس منہ سے لوں احمدؐ کا نام
میم کے پردے میں ہے جس کا مقام
اس پہ ہوں لاکھوں درود، اربوں سلام
''سالکاں را نیست غیر از وے امام
رہرواں را نیست جُز وے رہبرے''

☆

قافلہ سالارِ خیلِ صادقاں
کعبۂ اُمید شہرِ عاشقاں
مجھ سے لاچاروں حقیروں کی اماں

اہل ربوہ ہیں اسی کے نعت خواں
"اے خدا! بر وَے سلامِ ما رساں
ہم بر اِخوانش ز ہر پیغمبرے"

☆

سَیِّدُ الْکَوْنَیْن، خَتْمُ الْاَنْبِیَاء
مظہرِ کامل ہے جو اللہ کا
راستہ جس کا خدا کا راستہ
عرش سے آگے ہے جس کا مرتبہ
"جائے اُو جائے کہ طیرِ قدس را"
سوزد از انوارِ آں بال و پرے"

☆

کامران و کامگار و کامیاب
خوبیاں اس کی ہیں بے حدّ و حساب
اس کا خالق نے کیا خود انتخاب
وہ محمدؐ ہے، نہیں اس کا جواب
"حسنِ رویش بہ ز ماہ و آفتاب
خاکِ کویش بہ ز مشک و عنبرے"

☆

کائنات اس کی محبت میں ہے مست
اس کی خاطر ہے یہ ساری بود و ہست
حاصلِ تخلیق اس کی سرگزشت
وسعتِ کونین اس کی سلطنت
"مَجْمَعُ الْبَحْرَیْنِ علم و معرفت
جَامِعُ الْاِسْمَیْنِ ابر و خاورے"

☆

مسیح کی آمدِ ثانی اور مورمن فرقے کی مشکلات

مکرم سید ساجد احمد صاحب فارگو، نارتھ ڈکوٹا، امریکہ

انیسویں صدی عیسوی میں مسیحی فرقوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمدِ ثانی کا ہر سو چرچا تھا۔ ان کے کئی معروف اور مقبول مذہبی لیڈروں نے آمدِ ثانی کی کئی تاریخیں مقرر کیں۔ عیسائی اپنے گھروں سے نکل کر کھلے آسمان کے نیچے ساری ساری رات جاگ کر آسمان کی طرف دیکھتے۔ جب کئی بار یہ پیشگوئیاں پوری نہ ہوئیں تو کئی لوگوں نے تو بائبل کی واضح پیشگوئیوں کی توجیہہ نہ کر سکنے کی وجہ سے عاجز ہو کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ خدا کے علاوہ کسی کو آمدِ ثانی کے لمحے کا علم نہیں۔ لیکن کئی اور لوگوں نے نئے اندازے لگائے اور آمدِ ثانی کی تاریخیں بدل دیں۔ یہ سلسلہ ابھی تک چل رہا ہے جب ایک تاریخ گزر جاتی ہے تو ایک اور تاریخ مقرر کر دیتے ہیں۔ مغربی اخباروں میں وقتاً فوقتاً اس بارے میں خبریں اور اشتہارات آتے رہتے ہیں، مگر انہیں علم نہیں کہ جس نے آنا تھا وہ تو آ کر چلا گیا۔

ان ہی عیسائی فرقوں میں ایک مورمن (Mormon) فرقہ ہے لیٹر ڈے سینٹس چرچ (Church of Jesus Christ of Latter Day Saints) سے تعلق رکھنے والے مسیحی عرفِ عام میں مورمن کہلاتے ہیں۔ دنیا بھر میں انکی تعداد ۱۲ ملین ہے۔

یہ فرقہ ۱۸۳۰ء میں جوزف سمتھ (Joseph smith) نے شروع کیا تھا۔ اس فرقے کی تیز رفتار ترقی کی وجوہات میں زیادہ تر کثرتِ تبلیغ کا ذکر کیا جاتا ہے لیکن اس کی تیز بڑھوتری میں کثرتِ ازدواج کی اجازت نے بھی بڑا کردار ادا کیا۔ اس کی ترقی کی تیسری وجہ اس کی اپنے ابتدا سے ہی کثرتِ اولاد کے اصول کا اپنانا ہے مغرب جب کہ مشرق کو کم بچے پیدا کرنے کی تلقین کر رہا ہے خود اس کے مورمن فرقے کے خاندانوں میں ایک ہی میاں بیوی سے دس بارہ بچے ہونا عام بات ہے۔

دوسرے عیسائی فرقوں کے مقابل مورمنوں کو آمدِ ثانی کے تعین کے بارے میں اس لحاظ سے زیادہ مشکل کا سامنا ہے کہ دوسرے فرقوں کے قیاس ہزاروں سال پرانی تحریرات پر مبنی ہیں جبکہ مورمن فرقے کے بانی نے اپنے زعم میں خود خدا سے علم پا کر آمدِ ثانی کا تعین کیا۔ چونکہ مورمن فرقے کے بانی جوزف سمتھ نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا اس لئے آمدِ ثانی کے بارے میں اس کی پیش گوئیوں کے پورا نہ ہونے سے نہ صرف اس کے دعوے پر حرف آتا ہے بلکہ مورمن فرقے کی وجہِ تشکیل مشکوک بلکہ بے معنی ہو کے رہ جاتی ہے۔

مورمن فرقے کا یہ مخصوص اعتقاد بھی ہے کہ مسیح کا ظہور امریکہ میں ایک بار پہلے بھی ہو چکا ہے چنانچہ مورمنوں کے حوالے سے آمدِ ثانی کا تذکرہ اصل میں آمدِ مکرر کا رنگ رکھتا ہے، لیکن اس مضمون میں عرفِ عالم اصطلاح کا لحاظ رکھتے ہوئے

آمدِ ثانی کی اصطلاح کا استعمال ہی مناسب سمجھا گیا ہے۔

جوزف سمتھ نے ۲/اپریل ۱۸۴۳ء کو کہا کہ ایک روز وہ ابنِ ادم (یعنی مسیح) کے آنے کے وقت کے بارہ میں بڑی توجہ سے دعا کر رہا تھا کہ اس نے ایک آواز سنی جو یہ دہرا رہی تھی کہ جوزف، میرے بیٹے، اگر تم ۸۵ سال زندہ رہے تو تم ابن آدم کا منہ دیکھ لو گے۔ سو اتنا کافی سمجھو اور اس معاملے میں مجھے مزید زحمت نہ دو۔

(ڈاکٹرین اینڈ کاوینینٹس (Doctrine and Covenants)، باب ۱۳۰)

جوزف سمتھ ۱۸۰۵ء میں پیدا ہوا تھا، گویا جوزف سمتھ کو بقول اس کے ایک غیبی آواز کے بتایا کہ آمدِ ثانی سن ۱۸۹۰ء عیسوی (۱۸۰۵+۸۵) تک ہو جائے گی۔ لیکن جوزف سمتھ کو ۲۷ جون ۱۸۴۴ء کو ایک مشتعل ہجوم نے ۳۹ سال کی عمر میں ہی مار ڈالا۔ چنانچہ نہ ہی جوزف سمتھ نے ۸۵ سال کی عمر پائی اور نہ ہی اس کے عرصہ حیات میں مسیح کی آمدِ ثانی ہوئی اور نہ اسے حقیقی آمدِ ثانی کا زمانہ ملا۔

اب اگر تو اس کے ماننے والے یہ تاویل کریں کہ جوزف سمتھ سے آمدِ ثانی کا وعدہ اس کے زندہ رہنے کے ساتھ منسلک تھا تو اس سے مورمنوں کے لئے مزید سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

سب سے پہلے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا غیبی آواز کو جوزف سمتھ کی متوقع عمر کا علم نہ تھا؟ اگر نہیں تھا تو وہ آواز کس کی تھی؟ اگر خدا کی آواز تھی تو اسے تو اس کی عمر کا علم ہونا چاہئے تھا کیونکہ خدا تو عالم الغیب ہے۔ اگر وہ آواز نامعلوم تھی تو پھر جوزف سمتھ کے باقی بیانات بھی شکوک و شبہات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ دوسرے اگر غیبی آواز کو جوزف سمتھ کی قبل از وقت موت کا علم تھا تو پھر پچاسی کا معین عدد کیوں استعمال کیا گیا؟

غیبی آواز نے جو کہا اس کا صرف ایک ہی حتمی مطلب نکالا جا سکتا ہے اور وہ یہ کہ آمدِ ثانی ۱۸۹۰ء تک ہو جانا چاہیے تھا جو مورمنوں کے نزدیک اس عرصے میں وقوع پذیر نہ ہوئی۔

۴/اپریل ۱۸۴۳ء کو جوزف سمتھ نے ایک کانفرنس میں اعلان کیا کہ اگر اسے پیش گوئی کرنا ہو تو وہ یہ کہے گا کہ وقتِ آخر ۱۸۴۴ء، ۴۵ یا ۴۶ یا چالیس سالوں میں وقوع پذیر نہیں ہوگا۔ اگلی نسل (rising generation) میں ایسے ہیں جو مسیح کے آنے سے پہلے موت کا مزا نہ چکھیں گے۔ (مورمن ڈاکٹرین Mormon Doctrine ۱۹۶۶ء ایڈیشن، صفحہ ۶۹۲)

اس پیش گوئی میں جوزف سمتھ نے آمدِ ثانی کے وقت کو اگلی نسل سے باندھا ہے اور ان لوگوں سے جو اکثر لوگوں سے زیادہ عمر پانے والے ہوں۔ اگر اس اگلی پشت کا نقطہ آغاز کسی ایسے بچے کو بھی لیا جائے جو اسی روز پیدا ہوا ہو جس روز جوزف سمتھ نے یہ اعلان کیا تو زیادہ سے زیادہ اس بچے کے جوانی اور بڑھاپے کے ادوار میں سے گزر کر اس جہان فانی سے کوچ کرنے سے قبل مسیح کو آجانا چاہیے تھا۔ اگر اس بچے کی عمر ایک سو بیس بھی مان لی جائے تو یہ زمانہ ۱۹۶۳ء سے آگے نہیں جاتا۔

آج اس پیش گوئی کو ڈیڑھ سو سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اگر آج کوئی شخص اس زمانے کا زندہ ہوتا تو مورمن ضرور اسے پیش کرتے۔ کو پیش گوئی کی رو سے ایک سے زیادہ کا باہوش و حواس بقید حیات ہونا ضروری ٹھہرتا ہے۔

چونکہ جوزف سمتھ کی یہ اہم پیش گوئی اس کی معینہ نسل کے دوران میں پوری نہ ہوئی تو آمد ثانی کی امید برقرار رکھنے کے لئے ایک نسل کی تعریف کو پھیلانے کی کوشش کی گئی۔ بروس مک کونکی (Bruce McConkie) نے اپنی کتاب مورمن ڈاکٹرین (Mormon Doctrine) کے ۱۹۶۶ء کے ایڈیشن میں اس مشکل پر بحث کرتے ہوئے (صفحہ ۶۹۲ اور ۶۹۳) لکھا ہے کہ ان دنوں میں پیدا ہونے والے کسی شخص کے پچھتر سال کی عمر میں اولاد ہوئی تو وہ اولاد اس نسل کو بیسوی صدی کی دوسری دہائی تک لے جاتی ہے۔

(۱۹۱۸=۷۵+۱۸۴۳) اور اگر وہ اولاد بھی لمبی عمر پا جائے، مثلاً بیاسی سال سے زیادہ تو آمد ثانی کا زمانہ دو ہزار سے بھی آگے ممتد ہو جاتا ہے۔ اس طرح اس نے خوب غیر ضروری اور بے جا کھینچ تان کر کے اس نسل کو سال ۲۰۰۰ء سے بھی آگے جاتے ہوئے باور کرانے کی کوشش کی ہے۔

اگر مک کونکی کی تشریح کو مان بھی لیا جائے تو آج وہ دور بھی گزر گیا ہے۔ سال ۲۰۰۰ء کو بھی اب تو چھ سال گزرنے والے ہیں۔ اب مورمنوں کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ یا تو وہ حقیقی آمد ثانی کو قبول کر لیں یا وہ بھی دوسرے عیسائی فرقوں کی طرح یہ کہنا شروع کر دیں کہ آمدِ ثانی کے وقت کا کسی کو علم نہیں یا یہ کہ انہیں اب کسی مسیح کی ضرورت ہی نہیں رہی۔

عمومی گفتگو اور تحریر میں ایک نسل یا پشت کی عمر تیس سے چالیس سال تک سمجھی جاتی ہے کو بعض دفعہ اس کا تعلق کسی شخص کی عمر یا کئی اشخاص کی عمروں کے ساتھ بھی باندھ دیا جاتا ہے۔ بائبل سے اس کے سو سال تک لمبا ہونے کا جواز بھی نکالا جا سکتا ہے۔ لیکن اپنے بیان میں جوزف سمتھ نے خود متعلقہ نسل کو زندہ لوگوں میں سے بعض کے تاحیات ہونے تک محدود کر دیا ہے۔ اس لئے یہ کھینچا تانی اصل پیش گوئی کو بدلنے کے مترادف ہے گو وہ چست اور مدعی سست کی تمثیل کے موافق ہے۔

جب تک جوزف سمتھ زندہ رہا وہ مسلسل آمد ثانی کے بہت قریب ہونے کا ذکر کرتا رہا۔ اس نے اس کا اس قدر تکرار کیا کہ حوالے پیش کرنے کی ضرورت بھی نہیں۔ اس کی یہ باتیں اس کی جوانی کی ہیں کیونکہ وہ چالیس سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی قتل ہو گیا۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ اس کا خیال آمد ثانی کو چند دھائیوں میں ہی محدود کر رہا تھا، نہ کہ صدیوں میں۔

جوزف سمتھ کا دعویٰ تھا کہ وہ آمدِ ثانی کے لئے راہ ہموار کرنے آیا ہے۔ جوزف سمتھ نے جو تحریکیں پیش کیں اور جو منصوبے باندھے، ان کا بنیادی مقصد آمد ثانی کے استقبال کی تیاری ہی بیان کی جاتی ہے۔ اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ آمد ثانی کی توقع اپنے دورِ حیات میں ہی رکھے ہوا تھا۔

جہاں تک آمدِ ثانی کے بارہ میں جوزف سمتھ کی پیش گوئیوں کا تعلق ہے وہ اس بارہ میں قدیم آسمانی صحیفوں میں لکھی اور اس زمانے میں ان کی معروف توضیحات سے کچھ مختلف نہ تھیں۔ اس لئے آمد ثانی کے بارے میں اس کی ایک ایسی پیش گوئی کا درست ہونا جو آسمانی صحیفوں سے تطابق رکھتی تھی، اس کے دعویٰ نبوت کو سہارا نہیں دے سکتی، خاص طور پر اس لئے کہ جوزف سمتھ نبوت کی بنیادی شرائط ہی پوری نہیں کرتا، جو اپنی ذات میں ایک الگ مضمون ہے اور جس کا احاطہ اس تحریر کا مقصد نہیں۔

نتیجہ امتحان سہ ماہی سوم 2006ء

قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان

امتحان سہ ماہی دوم 2006ء میں 495 مجالس کے 8320 انصار نے شرکت کی۔ نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے اراکین کے اسماء درج ذیل ہیں۔ علاوہ ازیں 175 انصار نے اس امتحان میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خصوصی گریڈ A حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان اراکین کے لئے مبارک کرے اور مزید علمی ترقیات سے نوازے۔ آمین۔

اوّل: مکرم منور احمد تنویر　(دارالصدر شرقی ب ربوہ)

دوم: مکرم انجینئر شعیب اے ہاشمی　(گلشن اقبال غربی کراچی)

مکرم ملک محمود احمد اعوان　(ڈیرہ اسماعیل خان)

سوم: مکرم عبدالسلام ارشد　(شمالی چھاؤنی لاہور)

مکرم عبدالمنان فیاض　(اسلام آباد شرقی)

مزید پہلی دس پوزیشن حاصل کرنے والے انصار:

(۱) مکرم راجہ محمد فاضل (نصیر آباد غالب ربوہ)، (۲) مکرم میاں مجید الرحمٰن (جوہر ٹاؤن لاہور)، (۳) مکرم محمد توفیق (مغل پورہ گنج جنوبی لاہور) (۴) مکرم بشارت احمد طاہر (کھاریاں گجرات) (۵) مکرم شاہ محمد حامد گوندل (طاہر آباد جنوبی ربوہ) (۶) مکرم ناصر احمد بلوچ (مزنگ لاہور) (۷) مکرم عبدالرشید سماٹری (عزیز آباد کراچی) (۸) مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر (دارالصدر شمالی انوار ربوہ) (۹) مکرم محمد انور نسیم (دارالیمن وسطی سلام ربوہ) (۱۰) مکرم مبشر احمد کھوکھر (بیت الحمد راولپنڈی)

خصوصی گریڈ حاصل کرنے والے انصار:

ربوہ: مکرم تنویر احمد، مکرم ثناءاللہ ملک، (دارالصدر شمالی انوار) مکرم عبدالرشید طاہر، مکرم ناصر احمد چٹھہ، مکرم بشیر احمد شاہد (دارالصدر غربی قمر) مکرم میاں منور احمد، مکرم مجید احمد (دارالصدر شرقی ب) ملک اللہ بخش (کوارٹرز تحریک جدید) مکرم صدیق احمد (دارالفضل غربی) مکرم مرزا محبوب شوکت (دارالیمن وسطی حمد) مکرم صدیق احمد (طاہر آباد شرقی) مکرم محمد سلیم جاوید (نصیر آباد رحمٰن) مکرم مبارک احمد نجیب (کوارٹرز بیوت الحمد) مکرم عبدالرحمٰن عاجز (دارالرحمت وسطی) مکرم عبدالسمیع خان، مکرم عبدالرشید منگلا (دارالرحمت شرقی بشیر) مکرم یونس احمد خادم، مکرم میاں عبد الغفور طور (دارالرحمت شرقی راجیکی) مکرم ناصر احمد (ناصر آباد شرقی) مکرم محمد رفیق (دارالبرکات) مکرم صدیق احمد منور (فیکٹری ایریا احمد) مکرم منظور احمد خان (دارالعلوم غربی خلیل) مکرم محمد صدیق خان (دارالعلوم وسطی) مکرم حکیم محمد نسیم (دارالنصر غربی اقبال) مکرم صفدر نذیر گولیکی (دارالنصر غربی منعم) مکرم شفقت رسول، مکرم مبارک احمد خان کاٹھگڑی (دارالنصر شرقی) مکرم رشید احمد، مکرم حبیب احمد (دارالعلوم جنوبی احد) مکرم ڈاکٹر سید مسعود احمد شاہ (دارالعلوم جنوبی بشیر) مکرم ڈاکٹر چوہدری محمد حامد (دارالیمن شرقی)

ضلع فیصل آباد: مکرم اقبال مصطفیٰ، مکرم چوہدری احمد دین، مکرم چوہدری محمد اشرف کاہلوں (دارالذکر) مکرم حافظ محمد اکرم حفیظ، مکرم صوبیدار محمد

رفیق خان (کریم نگر) مکرم جلال الدین اکبر (دارالحمد) مکرم قدرت اللہ (دارالنور) مکرم میاں عبدالحفیظ (108 ج ب گوکھووال)

ضلع لاہور: مکرم مسعود احمد فاروقی، مکرم محمد سرور ظفر، مکرم ڈاکٹر رمضان محمد زاہد، مکرم ملک حفیظ احمد، مکرم میاں محمد یوسف، مکرم منور الٰہی بشیر، مکرم بشیر احمد، مکرم نصیر احمد قریشی، مکرم معین الدین (مغل پورہ) مکرم صوبیدار جاوید اقبال (شمالی چھاؤنی) مکرم قاضی محمد بشیر، مکرم ندیم احمد، مکرم ڈاکٹر احسان اللہ (جوہر ٹاؤن) مکرم لئیق احمد (دارالسلام) مکرم عبدالقدیر خان، مکرم ڈاکٹر محمد صادق جنجوعہ (فیکٹری ایریا شاہدرہ) مکرم رانا فضل الرحمٰن، مکرم ڈاکٹر منصور احمد وقار، مکرم کیپٹن ملک مبارک احمد، مکرم احتشام الٰہی ملک (گرین ٹاؤن) مکرم سلطان احمد بھٹی، مکرم منیر الدین سیال، مکرم محمد ظفر اقبال ہاشمی، مکرم محمد ارشاد (بیت التوحید) مکرم شیخ مامون احمد (بیت الاحد) مکرم قریشی محمد کریم (شالامار ٹاؤن باغبان پورہ) مکرم بشیر احمد (سلطان پورہ) مکرم محمد اکرم اطہر، مکرم چوہدری حبیب اللہ مظہر، مکرم کرنل عثمان احمد چوہدری، مکرم محمد قاسم بٹ (نشاط کالونی) مکرم سید نوید احمد بخاری (امن آباد)

ضلع کراچی: مکرم مزمل بشیر شاہد، مکرم ریاض احمد شاد، مکرم طارق محمد بھٹی، مکرم محمد سرور (ڈرگ کالونی) مکرم محمد فضل احمد، مکرم چوہدری ادریس احمد، مکرم وسیم احمد طارق (گلستان جوہر) مکرم محمد عثمان خان، مکرم غلام سرور، مکرم مظفر احمد ملک (ڈیفنس) مکرم مرزا تنویر احمد، مکرم شیخ عبدالمالک (مارٹن روڈ) مکرم مجیب احمد ناصر، مکرم ناصر احمد گوندل، مکرم عبدالمجید ناصر، مکرم مسرت شمیم قریشی (النور) مکرم عزیز اللہ، مکرم محمد اسمٰعیل منہاس (کورنگی، دارالنور) مکرم منصور احمد لکھنوی (گلشن اقبال شرقی) مکرم حبیب اللہ کاہلوں (محمود آباد) مکرم ڈاکٹر شوکت علی، مکرم کرامت حسین مختار (اورنگی ٹاؤن) مکرم منیر الدین بھٹی (گلشن جامی) مکرم محمد نواز انجم (بلدیہ ٹاؤن) مکرم عبدالقیوم (نارتھ کراچی) مکرم منصور احمد طاہر (ماڈل کالونی ملیر)

ضلع راولپنڈی: مکرم محمد رفیق بٹ، مکرم طاہر الرحمٰن (بیت الحمد) مکرم وسیم احمد شاکر، مکرم منور احمد خالد، مکرم مبارک الوندیم (واہ کینٹ) مکرم چوہدری اقبال حسین (انور مسلم ٹاؤن) مکرم داؤد احمد نعیم (پشاور روڈ غربی) مکرم رفیق احمد قریشی، مکرم کیپٹن علم دین مشتاق، مکرم فیض احمد محسن، مکرم محمد رفیق جنجوعہ (پشاور روڈ شرقی)

ضلع اسلام آباد: مکرم چوہدری مبارک علی حسنات (اسلام آباد شرقی) مکرم ایم اے لطیف شاہد (اسلام آباد وسطی) مکرم ناصر محمود قریشی (اسلام آباد شمالی) مکرم رفیق احمد سعید (اسلام آباد جنوبی)

متفرق: مکرم شیخ ضیاء الرحمٰن، مکرم حمید اللہ باجوہ (ساہیوال) مکرم سید اعجاز المبارک منیر (6/11L ساہیوال) مکرم ماسٹر نذیر احمد (58/3 ٹکڑا ٹوبہ ٹیک سنگھ) مکرم انجینئر طاہر احمد، مکرم طاہر محمود احمد (مردان) مکرم عمر حیات لنگاہ، مکرم رانا سجاد احمد، مکرم سید عبدالکریم طاہر (رسالپور نوشہرہ) مکرم حفیظ احمد خالد (مظفر گڑھ) مکرم ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد جاوید (حافظ آباد) مکرم مقبول احمد چوہدری، مکرم خالد محمود باجوہ (بہاول نگر) مکرم مبشر احمد چوہان (کھاریاں) مکرم ملک عبدالسلام، مکرم چوہدری شریف احمد ورک (سرگودھا) مکرم چوہدری محمد اکبر گوندل، مکرم مرزا نفیس، مکرم چوہدری عبدالمجید، مکرم محمد لطیف ملک، مکرم صوبیدار محمد صدیق، مکرم رانا محمد ایوب خان (ملتان) مکرم جلال الدین شاد، مکرم مبارک احمد بھٹی، مکرم ماسٹر عبدالرحمٰن (سیالکوٹ) مکرم محمد شفقت چیمہ (راہوالی گوجرانوالہ) مکرم ڈاکٹر اقبال احمد، مکرم فقیر محمد، مکرم چوہدری ناصر احمد، مکرم اقبال احمد اختر (چونیاں ضلع قصور) مکرم نصیر احمد گوندل (کھوسکی بدین) مکرم منصور احمد خان، مکرم چوہدری ابراہیم خان (کوئٹہ) مکرم عبدالمجید زاہد، مکرم نسیم احمد وسیم، مکرم محمد عثمان، مکرم خلیل احمد گوندل (میرپور خاص) مکرم نعیم احمد طارق (کوٹ ادو، مظفر گڑھ) مکرم اوصاف احمد (مظفر گڑھ) مکرم دبیر احمد مغل، مکرم بشیر احمد زاہد (حیدر آباد) مکرم حفیظ الرحمٰن منصور سنوری (چنیوٹ) مکرم یوسف علی خاور، مکرم ڈاکٹر محمد اسلم (327 Mr بہاول نگر) مکرم نعیم احمد (نوشہرہ) مکرم بشیر احمد سنوری (ڈیرہ اسماعیل خان) مکرم ڈاکٹر منظور احمد (پشاور)

مقابلہ مقالہ نویسی خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی بعنوان ''خلافت''

برائے مجالس اطفال الاحمدیہ و ناصرات الاحمدیہ

قواعد، ذیلی عناوین وامدادی کتب

قواعد

☆ عنوان مقالہ ''**خلافت**''

☆ مقالہ کے الفاظ 20ہزار سے کم نہ ہوں اور 40ہزار سے زائد نہ ہوں۔

☆ جن کتب کا حوالہ دیا جائے اُن کے مصنفین، مطبع، سن اشاعت وغیرہ کا ذکر کیا جائے۔

☆ کاغذ کے ایک طرف صاف اور خوشخط تحریر کریں۔

☆ مقالہ جمع کرانے کی آخری تاریخ 30 جولائی 2007ء ہے۔مقررہ تاریخ کے بعد موصول ہونے والے مقالہ جات مقابلہ میں شریک نہ کئے جائیں گے۔

☆ ان مقابلہ جات میں مجلس اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ شریک ہوں گی۔

☆ ہر مجلس کے لئے دیئے جانے والے انعامات کی تفصیل یہ ہے

اوّل: ماڈل مینارۃ المسیح + 15ہزار روپے نقد انعام+ سند امتیاز

دوم: ماڈل مینارۃ المسیح + 10ہزار روپے نقد انعام+ سند امتیاز

سوم: ماڈل ستارہ احمدیت+ 5ہزار روپے نقد انعام+ سند امتیاز

ان تین انعامات کے علاوہ دس انعامات حُسنِ کارکردگی کی بناء پر اگلی دس پوزیشن حاصل کرنے والوں کو ایک ایک کتاب اور سند امتیاز کی صورت میں دیئے جائیں گے۔مقابلہ میں شرکت کرنے والے تمام اطفال و ناصرات کو سندِ شرکت بھی دی جائے گی۔

☆ مقالہ کے شروع میں مقالہ لکھنے والے رکن اپنا نام ولدیت، مجلس کا نام، ضلع اور مکمل پوسٹل ایڈریس معہ فون نمبر صاف اور خوشخط تحریر کریں۔

☆ مجلس اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ کے اراکین اپنے مقالہ جات مجلس اطفال الاحمدیہ پاکستان ربوہ اور مجلس لجنہ اماء اللہ پاکستان ربوہ کی وساطت سے ارسال کریں۔

☆ مقالہ لکھنے والے اراکین کی راہنمائی کے لئے ذیلی عناوین اور امدادی کتب کی فہرست دی جارہی ہے۔تاہم مقالہ نویس ان کتب کے علاوہ مزید کتب سے بھی استفادہ کر سکتے ہیں نیز اگر چاہیں تو وہ مزید ذیلی عناوین بھی بنا سکتے ہیں۔تاہم

مقالہ تحریر کرتے وقت قیادت تعلیم کی طرف سے دیئے گئے عناوین کو ضرور مدنظر رکھا جائے۔

ذیلی عناوین

1- خلیفہ کا مفہوم
2- آیت استخلاف کی تفسیر
3- خلافت کی اہمیت
4- خلافت کی برکات
5- خلیفہ خدا بناتا ہے
6- خلفاء احمدیت کی قبولیت دعا کے واقعات
7- خلافت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود کے ارشادات
8- خلافت کے بارہ میں خلفاء احمدیت کے ارشادات
9- خلفاء احمدیت کی مختصر سوانح و سیرت
10- خلفاء احمدیت کی تحریکات
11- خلفاء احمدیت کے دور میں جماعتی ترقیات کا مختصر جائزہ
12- خلافت احمدیہ اور ہماری ذمہ داریاں

امدادی کتب

1- ترجمہ قرآن کریم از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ
2- منصب خلافت، برکات خلافت، انوار خلافت، خلافتِ راشدہ، خلافت علیٰ اسلامیہ، از حضرت مصلح موعودؓ
3- خلیفہ خدا بناتا ہے از مکرم شیخ مبارک احمد صاحب
4- خلافت احمدیہ از مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب
5- الفرقان خلافت نمبر
6- تاریخ احمدیت جلد 3
7- جماعتی اخبارات، رسائل و جرائد
8- خلافت رابعہ کی فتوحات۔ ترقیات از مکرم عبدالسمیع خان صاحب
9- حیات نور از مکرم عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل صاحب
10- سوانح فضل عمر جلد ا تا ۵ از فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ
11- حیات ناصر از مکرم محمود مجیب اصغر صاحب
12- ایک مردِ خدا (حضرت مرزا طاہر احمد) از آئن ایڈم سن

رپورٹ سالانہ تربیتی اجتماع مجلس انصاراللہ مقامی

منعقدہ 25 نومبر 2006ء بمقام بیوت الحمد

مرسلہ: صدیق احمد منور منتظم عمومی انصاراللہ مقامی ربوہ

مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کا سالانہ اجتماع گذشتہ 8 سال سے بعض وجوہ کی بناء پر منعقد نہ ہو سکا تھا۔ امسال مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ پاکستان کی منظوری کے بعد تمام حلقہ جات کو مطلع کیا گیا کہ مجلس مقامی کا سالانہ اجتماع مورخہ 25 نومبر 2006ء کو بیوت الحمد میں لیڈیز پارک میں منعقد ہوگا۔ اس سلسلے میں 24 نومبر کو بیوت الحمد میں ایک بکرا کی قربانی بطور صدقہ دی گئی۔

مورخہ 25 نومبر کو علی الصبح اللہ تعالیٰ کے فضل سے ربوہ کے تمام اطراف سے انصار جوق در جوق اجتماع میں شمولیت کے لئے بیوت الحمد میں پہنچنا شروع ہو گئے۔ احباب کی آمد پر پہلے اجلاس کی کارروائی بوقت نو بجے صبح مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان و قائد تعلیم کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم سلطان محمد صاحب نے کی۔ پھر جملہ انصار نے کھڑے ہو کر نہایت جوش و جذبہ کے ساتھ اپنا عہد دہرایا جس کے بعد مکرم حافظ عبدالحلیم صاحب طاہر نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھا۔ ازاں بعد صدر مجلس مکرم ڈاکٹر صاحب نے حاضرین سے خطاب کیا اور انتہائی مؤثر اور دلنشین انداز میں حاضرین جلسہ کو مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کی اہمیت و افادیت سے آگاہ کیا مکرم ڈاکٹر صاحب نے تقریر میں انصاراللہ کے سہ ماہی امتحانات کی اہمیت اُجاگر کیا اور بتایا کہ یہ امتحانات کا سلسلہ حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں شروع کیا گیا ہے۔ تمام انصار بھائیوں کو چاہیے کہ کتب کا باقاعدہ مطالعہ کر کے امتحانی پرچہ دیا کریں۔ اپنے اس خطاب کے بعد آنمکرم نے افتتاحی دعا کروا کر اجتماع کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔

پروگرام کے مطابق سب سے پہلے مکرم صفدر نذیر صاحب گولیکی منتظم تعلیم انصاراللہ مقامی نے عہد و پیمان کی اہمیت پر درسِ قرآن دیا۔ بعدہٗ مکرم مولانا محمد الدین صاحب ناز استاد جامعہ احمدیہ نے نماز باجماعت کی اہمیت پر درسِ حدیث انتہائی موثر انداز میں دیا اور قرآن مجید احادیث اور ارشادات حضرت مسیح موعودؑ کی روشنی میں نماز باجماعت کی اہمیت کو بھرپور طریق سے واضح کیا۔ آخر میں مکرم مبارک احمد صاحب قائد تربیت انصاراللہ پاکستان نے اخوت اور بھائی چارہ کے موضوع پر

ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ سے درس دیا۔ اس درس کے ساتھ ہی پہلے اجلاس کی کارروائی اپنے اختتام کو پہنچی اور تمام حاضرین کی خدمت میں چائے پیش کی گئی۔

درس ملفوظات کے بعد مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب نے ''دعوت الی اللہ اور انصار'' کے اہم موضوع پر واقعات کی روشنی میں حاضرین سے خطاب کیا اور دلنشین رنگ میں انصار کو ترغیب دلائی کہ دعوت الی اللہ کے بابرکت کام میں جوش و جذبہ سے حصہ لیں۔

اجلاس دوم

پروگرام کے مطابق ٹھیک 1 بجے دوپہر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان کی صدارت میں شروع ہوا آنمکرم کو صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے بطور نمائندہ مقرر فرمایا تھا۔ اس اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم مظفر احمد صاحب ظفر منتظم تربیت نے کی۔

تلاوت کے بعد مکرم غلام سرور طاہر صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھا۔ بعد ازاں مکرم نصیر احمد چوہدری زعیم اعلیٰ صاحب انصار اللہ مقامی نے مجلس کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹ پڑھی کہ دورانِ سال کس طرح مجلس مقامی کو کام کرنے کی توفیق ملی، اور بتایا کہ جہاں آج کے اجتماع کی حاضری کا تعلق ہے اس کے لئے تمام حلقہ جات کے زعماء، بلاک لیڈران اور منتظمین مجلس مقامی نے بھرپور کوشش کی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس اجتماع میں شمولیت کرنے والوں کی تعداد 1800 کے لگ بھگ ہے۔

آخر میں مہمانِ خصوصی نے علمی و ورزشی مقابلہ جات میں جیتنے والوں میں انعامات تقسیم کئے۔

مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے اپنے خطاب کے آغاز میں سورۃ الفرقان کی آیات کی تلاوت کی اور فرمایا ان آیات میں اپنی اولاد کے لئے دعائیں کرنے اور ان کے لئے نیک نمونہ بننے کی تلقین کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ساری قوام کو اسلام کے پرچم تلے جمع کرنے کا کام ہمارے سپرد کیا ہے اور اس کام کی تکمیل کے لئے کئی نسلوں کی جدوجہد اور قربانیاں درکار ہیں۔ اگر ہم اپنے نیک نمونہ اور دعاؤں سے اپنی نسلوں کو سنبھال لیں تو اللہ تعالیٰ ہمارے لئے فتوحات عظیمہ مقرر کر دے گا۔

آنمکرم نے حضرت مسیح موعودؑ کے نمونہ کے متعلق بتایا کہ آپ ہر روز اپنی اولاد کے لئے دعائیں کرتے تھے۔ یہی نمونہ آج ہم سب کو اختیار کرنا چاہیئے۔ تقریر کے اختتام پر محترم حافظ صاحب نے اختتامی دعا کروائی۔ اس طرح قریباً 2 بجے بعد از دوپہر یہ اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ پھر تمام احباب نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے ادا کی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد اسی احاطہ میں مجلس مقامی کی طرف سے تمام احباب کی خدمت میں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔ کئی سالوں کے وقفہ کے بعد اس اجتماع کے انعقاد پر تمام انصار بھائیوں نے بڑے والہانہ انداز میں خوشی کا اظہار کیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔